ان ولیی الله الذی نزل الکتاب وهو یتولی الصالحین
الحمد لله که رساله هذا المسمی باسم تاریخی نور التحقیقات فی طریقه
تحفه
حضرت مولانا و مرشدنا مولوی سید نور الدین صاحب

القصيدة فى مدح حضرة الغوث الرّفاعى قدس الله سره العزيز

طابت بحضرة ذكرك الوثبات — وبها لحزبك صولة وثبات
وظلال بابك يا رفاعى العلا — سوح به تتنزل البركات
ولك اليدا لبيضا التى كشفت لنا — ستر الدليه تسكب العبرات
واخذت من لب الشريعة منهجا — قصرت لعمرك بعده الخطوات
ارضيت فيه الله جل جلاله — ونصرت ماجاءت به الآيات
ومضيت مقتفيًا لاثر محمد — طوعًا لك الحركات والسكنات
فنظرت منه بنظرة جذابة — خرقت بها لك فى الملا العادات
وسرى بمتبعيك نافذ سرها — تركته فى احيائها الاموات
نور اراد الحق ان تحيى به — رغما لمن فتكت به الظلمات
اوضحت ياشيخ الوجود طريقة — سدت بغير سلوكها الطرقات
ونشرت فيها رأية علويه — خضعت لرفعة قدرها الهامات
وجعلت متن الانكسار مطية — حزمت بحلق مالديه هنات
وسبقت كلّ العارفين بهمة — فتحت لوافد عزمها الحضرات
واكلت مائدة القبول بخشعة — ولكم اجاعت غيرك الشطحات
ياصاحب العلمين ياغوث الورى — طب ان رمست عمه الرحمات
هذ الجزاء الصابرين كما اتى — والقوم ياابن المصطفى درجات
اتقنت نهج الاتباع لاحمد — فى المشربين وما عراك شتات
ولنا الادلة فى ثبات طباعك الـ — سمحاء والاحوال والكلمات
ولانت معجزة لجدك محضة — وضاحة ماشابها الشبهات
ثبتت مناقبك الرجاح تواترا — لزماننا وبنفيها الاثبات
خرس بها اهل الجحود لانها — فوق البداهة عندها مرقات
ذلت لسطوتك الاسود ومارأت — ان تحتها من باسك الغابات
وبصت على اعتاب عزك ذلة — وكذلك الانمار والحيات
والنار تخمد والسلاح معطل — لما بدت بك تكثر الضجات
الله اكبر انها لخصائص — بيد النبى بها جنتك الذات
شكر المولانا الذى اهدى الى — تصديق من تمحى به الزلات
والى طريقتك التى هى بابه — وعليه عطر قبره الصلوات

تمر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انار اسرار معرفتہ بنور الدین والاسلام۔ وافاض انوار ربوبیتہ علی من سلک طریق الحق ثم استقام۔ وزین قلوب اولیائہ الذین احکموا احکام الشریعۃ والطریقۃ غایۃ الاحکام۔ ونور فؤاد احبائہ الذین تشبثوا باذیال الشریعۃ وتمسکوا بسنۃ خیر الانام۔ والصلوٰۃ والسلام علی من ھو صاحب الصدر والمقام الذی نور حقیقتہ ازال الشبہات والاوھام۔ ونور بانوار ھدایتہ الکائنات ورفع منہا الظلام۔ وجعلہ اللہ تعالیٰ خلیفۃً لھدایۃ الخواص والعوام۔ وھو باعث وجود الموجودات من العرش الی الفرش حتی الانبیاء والملائکۃ الکرام کما ثبت ذلک بحدیث قدسی عن اللہ تعالیٰ ذی العز والجلال والاکرام۔ وعلی آلہ الطاھرین من الرجس والآثام۔ وھم کسفینۃ نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ واصحابہ الذین تشرفوا بشرف مجلسہ وقرب المقام۔ ففازوا بالنعم السرمدیۃ وکمال العلوم۔ الذین رفعوا رایات الدین ونشروا الاعلام لھدایۃ طریق الحق وابطال الکفر والاصنام۔ وفرقوا بین الحق والباطل بالدلایل والبراھین والصمصام۔ وعلی جمیع التابعین الکرام۔ وتابعی التابعین العظام۔ وعلی من تمسک بسلسلۃ ارشادہ مریداً عروج معاریج الکرام۔ وطالباً التحقق وصعود المقام۔ الی یوم الحشر والقیام۔ اما بعد حمد وصلوٰۃ۔ برضمیر منیر رہروان راہ شریعت وطریقت وپیروان جادۂ حقیقت ومعرفت روشن وبرہن ہو کہ موجب تحریر وسبب تسطیر اس رسالۂ عجالہ کا یہہ ہے کہ اکثر سالکین سلسلۂ عالیہ رفاعیہ ؒ ومتعلقین طریقۂ احمدیہ ؒ اس خوشہ چین خرمن ارباب بصیرت وہیچمدان بے بضاعت کو بارہا فرماتے اور اصرار کرتے رہے ہے کہ ایک رسالہ ایسا تیار کیا جائے کہ جسمیں کل لوازمات مشرب رفاعیہ ؒ وضروریات مسلک احمدیہ ؒ کا مفصل طور پر بیان حالات ہو۔ اور از روی روایات کتب معتبرۂ فقہیہ

واحادیثِ صحیحہ مسندہ اسکا اثبات ہو۔

لہذا اس فقیر حقیر خادم الطلاب والمشایخین السید نور الدین سیف اللہ ابن حضرت صاحب السجادۂ احمدیہ رح شیخنا و مولٰنا السید ابو النصر محمد امین اللہ المعروف سید حسام الدین الحسینی الموسوی الرفاعی عفی عنہما نے ازروی احادیث وروایات رسالۂ ہذا بنام تاریخی نور التحقیقات الملقب بہ تحفۂ رفاعیہ تیار کر کے بارہ سوال مع جواب مدللہ اور ایک فائدے پر منقسم کیا ــ بحمدہ تعالی جو کہ مواہیر و دستخط علماء دین وقاضیان شرع مبین وسجادگان سجادہ نشین ساکنان شہر سورت وبمبئی زادہم اللہ شرفا وتعظیما سے مرتسم ومسجل ہو کر ہدیۂ ارباب بصیرت وتحفۂ اصحاب خبرت ہے۔

خداوند عالم بطفیل رسول اکرم صلعم جمیع اہل اسلام کو محبتِ اولیاء کرام نصیب کرے ــ اور پیروی شرع شریف وآگہی مسائل دینِ منیف عطا فرماوے امین یارب العلمین واللہ یھدی من یشاء الی سبیل الرشاد وعلیہ التوکل والاعتماد۔

رباعی

آنکس کہ بکمالِ اولیاء را نشناخت	دین نعمت خاص نبی بہار انشناخت
پس شکر نکرد وحبِ ایشان نگزید	میدان بہ یقین کہ او خدا را نشناخت

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمای دین ومفتیانِ شرع مبین زادہم اللہ تعالی شرفا وتعظیما ان سوالات مستفسرہ کے بارے میں جو ذیل میں مرقوم ہیں اور جواب ہر ایک کا مطابق شرع شریف ازروئی احادیث مسندہ وکتب فقہیہ مفصلا بیان فرماکر ماجور ومشکور ہووین بینوا توجروا

سوال اول

بجانا دف یعنی دائرے کا وقت نکاح یا ولیمہ یا وقت ولادت فرزند درست وجائز ہے یا نہیں

الجواب واللہ ھو الموفق للحق والصواب

بعد ثبوت مافی السوال جواب اسکا از روئی شرع شریف یون منکشف ہوتا ہی کہ بجانا دف کا وقت نکاح یا ولیمہ یا وقت ولادت فرزند بلکہ ہر سرور حادث شرعی مین درست و جایز ہی اور اباحت اسکی کتب معتبرۂ فقہیہ سے ثابت ہی چنانچہ عینی شرح کنز الدقائق کے باب الشہادۃ مین مرقوم ہی۔ ومن الناس من اجاز الغناء فی العرس الاتری انہ لاباس بضرب الدف فیہ اعلانًا للنکاح ۱۲ و فتاوی مختصر شافی کے فصل فی السماع والتغنی والمزامیر مین لکھا ہی ومن الناس من جوز ذلک فی العرس والولیمۃ وان کان فیہ نوع لھو وطرب لم یکن بہ باس لان فیہ اظہار النکاح وبہ امر صاحب الشرع اعلنوا النکاح و لو بالدف ۱۲ اور اسیطرح کتاب غایۃ الاوطار ترجمۂ در المختار کے جلد دوم صفحہ ۵۷ کتاب النکاح مین مرقوم ہی کہ۔ (مراد زفاف سے یہان عورتون کا اجماع ہی اسواسطے کہ شب زفاف مین عورتون کا جمع ہونا عرف مین لازم ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ مراد زفاف باعلان دف بجانے کے ہی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی ۱۲) ۔ اور نیز اوسی کتاب کی جلد تیسری صفحہ ۲۹۷ کتاب الشہادۃ مین لکھا ہی (اور دوسری قسم ملاہی کی مباح ہی وہ دف ہی نکاح اور نکاح کے مانند ہر سرور حادث مین ۱۲ کذا فی الطحطاوی عن البحر) اور نیز اوسی کتاب کی جلد سوم صفحہ ۲۹۹ کتاب الشہادۃ مین مرقوم ہی (اور بعض فقہا نے جائز کہا ہی سرود کو نکاح مین جیسے دف بجانا اوسمین جائز ہی۔ اور بعضون نے اسکو مباح کہا ہی مطلقًا نکاح اور غیر نکاح مین) اور اوسی کتاب کی جلد سوم صفحہ ۳۰۰ کتاب الشہادۃ مین مرقوم ہی (اور مغنی مین ہی کہ ملاہی دو قسم کی ہی ایک محرم چنانچہ آلات مطربہ غنا جیسا کہ مزمار و طنبور وغیرہ اور دوسری قسم مباح ہی وہ دف ہی نکاح اور اوسکے مانند اور سرور حادث مین انتہی عبارتہ ۱۲)

اور بعضوں نے کہا ہے کہ نکاح کا اظہار دف بجا کے کرنا سنت ہے چنانچہ ابن بطال سے بیچ شرح بخاری کے مروی ہے قال المھلب من السنۃ اعلان النکاح بالدف ۱۲ اور امام احمدرح کے نزدیک نکاح بین دائرہ بجانا مستحب ہے چنانچہ شیخ شمس الدین المقدسی الحنبلیؒ نے بیچ کتاب شرح المقنع کے کتاب النکاح بین لکھا ہے یستحب ضرب الدف فی النکاح ۱۲ اسیطرح امام احمد حنبلرح فرماتے ہیں یستحب ان یظہر النکاح ویضرب علیہ بالدف ۱۲

علیٰ ہذا القیاس فقہای شافعیہرح بھی نکاح اور ولیمہ بین دائرہ بجانا مستحب ہونے کے مشعر ہیں چنانچہ فقیہہ حافظ ابو بکر محمد بن عبداللہ العامری البغدادی الشافعی اپنی کتاب کے باب السماع بین تحریر فرماتے ہیں۔ لما قسم ضرب الدف تقسیمان قال وضرب یستحب فالمستحب فی العرس والولیمہ ۱۲ وقال صاحب البیان وابن عصرون وابن درباس صاحب الاستقصاء وایراد المحاملی یقتضیہ وکذا الجرجانی فی تحریرہ۔ وکذلک سلیم الرازی فی کتابہ المسمی بالمحرر والیہ اشار عماد الدین السہروردی صاحب الذخیرۃ۔ ونقل ابن حمدان الحنبلیؒ قولاً فی مذہب احمدؒ فقال والدف یباح فی العرس وقیل والختان۔ ذکرہ فی الرعایۃ الکبریٰ ۱۲

اسیطرح علمای مالکیہ کی تحریر سے بھی اباحت دف کی پائی جاتی ہے چنانچہ قاضی ابو بکر بن العربی المالکی اپنی کتاب مسمّی احکام مین ارقام کرتے ہیں من کلام ذکرہ وقسم آلات اللہو المشتہرۃ للنکاح یجوز استعمالہا فیہ و ذکر الدف منہا ۱۲۔ پس ان روایات معتبرہ فقہیہ سے ظاہر ہے کہ بجانا دف کا نکاح یا ولیمہ بین درست و جائز ہے بلکہ بعض علماء نے اوسکو مستحب و مسنون بھی کہا ہے بدلیل حدیث شریف جو کہ مشکوٰۃ شریف کے باب اعلان النکاح بین عائشہؓ صدیقہ سے مروی ہے عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف

رواہ الترمذی ۱۲ اور دوسری حدیث شریف اوسی باب مین مروی ہے کہ نکاح کو حلال اور حرام سے فرق وجدا کرنیوالا اعلان یعنی آشکارا کرنا نکاح کا اور دف ہے۔ مشکوۃ کے باب اعلان النکاح مین مرقوم ہے۔ عن محمد بن حاطب الجمحی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فصل ما بین الحلال والحرام الصّوت والدف فی النکاح۔ رواہ احمد والترمذی۔ والنسائی وابن ماجہ ۱۲ اور نیز مشکوۃ شریف کے باب الاعلان مین حدیث شریف بخاری کی مرقوم ہے۔ عن الرُّبیع بنت معوّذ بن عفراء قالت جاء النبی صلّی اللہ علیہ وسلم فدخل حین بُنِیَ علیّ فجلس علی فراشی کمجلسک منّی فجعلت جُوَیرِیاتٌ لنا یضربن بالدف و یندبن من قتل من اٰبائی یوم بدرٍ اذ قالت احدٰھنّ وفینا نبی صلعم یعلم ما فی غدٍ فقال صلعم دعی ھذہ وقولی بالذی کنتِ تقولین۔ رواہ البخاری

سوال دوم

کسی سرور وحادث دینی یا بروز عیدین وغیرہ بجانا دائرے کا ازروی شرع شریف درست ہے یا نہین

الجواب

ہر سرور وحادث دینی مین یا بروز عیدین بجانا دائرے کا درست وجایز ہے۔ ہر خوشی شرعی مین دائرہ بجانیکا جواز تو سوال اول کے جواب سے ظاہر ہے۔ اور اباحت عید کے دن کے بجانے کی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ بی بی عائشہؓ کے مکان مین حضرت سرورِ عالم صلعم ایام تشریق مین تشریف رکھتے تھے۔ اور دو لونڈیان بی بی عائشہ کین دف بجاکر اشعار پڑھ رہی تھین۔ اس اثنا مین جناب ابوبکر صدیق رضؓ تشریف لے آئے اور اون لونڈیون کو دف بجانے سے منع فرمائے تب آنحضرت صلعم نے ابوبکر صدیق رضؓ کو فرمایا کہ یا ابابکر رضؓ درگذر کر و انسے اور بجانے دو کیونکہ یہہ دن عید کے ہین۔ اور ایک روایت مین آیا ہے کہ ہر قوم کے لئے عید ہے اور یہہ دن ہمارے عید کے ہین چنانچہ مشکواۃ شریف کے

باب صلوٰۃ العیدین میں مرقوم ہے وعن عائشۃ رضؓ قالت ان ابابکر رضؓ دخل علیہا و
عندھا جاریتان فی ایام منیٰ تدففان وتضربان وفی روایۃ تغنیان بما
تقاولت الانصار یوم بعاث والنبی صلعم متغش بثوبہ فانتھرھما ابوبکر رضؓ
فکشف النبی صلعم عن وجھہ فقال دعہما یا ابابکر رضؓ فانہا ایام عید وفی روایۃ
یا ابابکر رضؓ ان لکل قوم عیداً وھذا عیدنا متفق علیہ ۱۲ اس حدیث شریف سے
ظاہر ہے کہ بجانا دف کا بروز عیدین درست وجائز ہے اگر درست ہوتا تو آنحضرت
صلعم ضرور اوسکی ممانعت کرتے اور جناب ابوبکر صدیق رضؓ کو منع کرنے سے ممانعت
نہ فرماتے۔ اس بارے میں عبارات کتب فقہیہ بنظر اختصار نہیں درج ہوئے۔

سوال سوم

راتب طریقہ رفاعیہ رحؒ یا مطلقاً کسی وقت میں دائرہ بجانا درست وجائز ہے یا نہیں

الجواب

راتب طریقہ رفاعیہ اور مطلقاً ہر کسی وقت بجانا دائرے کا بدون از فواحش
ولعب درست وجائز ہے
علمای دین وفقہای شرع مبین نے دلیل اسکی اباحت اور جواز پر حدیث او س
عورت کی لی ہے جو نذر کی تھی دف بجانے آنسرور صلعم کے روبرو اور جبکہ آپ سے
استفسار کی کہ آیا دف بجاؤں یا نہیں تب آپ نے بجانیکے واسطے اجازت دی چنانچہ
مشکوٰۃ شریف کے باب فی النذور میں یہہ حدیث موجود ہے۔ عن عمرو بن
شعیب عن ابیہ عن جدہ ان امرأۃ قالت یا رسول اللہ صلعم انی نذرت
ان اضرب علی رأسك بالدف قال صلعم اوفی بنذرك رواہ ابوداود ۱۲۔ ا
بدین وجہ علمای مجتہدین نے بجانا دف کا سوائے نکاح وولیمہ وعیدین وغیرہ
کے ہر وقت میں بغیر از فواحش وغناء ولہو ولعب کے درست وجائز کہا ہے۔ چنانچہ
فتاوی مختصر شافی کے فصل السماع میں تحریر ہے۔ وسئل ابو یوسف عن الدف

فی غیر العرس أیکرہ ام لا قال لا۔ ما لم یجیٔ منه اللعب الفاحش والغناء۔
وسماع الدف وان کان فیه جلاجل جائز ۱۲ ۔ اور نیز سراجیہ میں تحریر ہے
ان الذی یضرب بالدف والقضیب ونحو ذلک فلا بأس به ولا ترد شهادته
بخلاف العود ونحوه ۱۲ ۔ اور محرر امام یافعی رح میں لکھا ہے ۔ ویجوز ضرب الدف
فی الاملاک والختان واقرب الوجهین الجواز فی غیرهما وانه لا فرق بین
ان یکون فیه جلاجل او لا یکون ویحرم ضرب الکوبة وهی طبل طویل ضیق
الوسط ۱۲ ۔۔۔۔ اور فتاوی ابو اللیث میں مرقوم ہے ۔ ان ضرب الدف فی
غیر العرس مختلف فیه بین العلماء قال بعضهم لا یکره وذهبت طائفة
الی اباحته مطلقا وجری علیه امام الحرمین والغزالی وحکاه عماد الدین
السهروردی عن بعض الاصحاب ۱۲ وقال القاضی ابو الطیب وابن الصباغ
وغیرهما عن بعض اصحاب الشافعی ایضاً انه قال ان صح حدیث امرأة التی
نذرت لم یکره فی حال من الاحوال ۔ وقال القاضی ابو الطیب فی الوصیة یصح
الوصیة بالدف ۱۲

اسی طرح علمائی شافعیہ کتب معتبرۂ فقہیہ میں اباحت دف بجانیکی مطلقاً
کسی وقت ہو بیان فرماتے ہیں چنانچہ شیخ ابن الحجر الہیتمی الشافعی رح کی کف الرعاع
میں تحریر ہے ۔ ان الدف مباح فی عرس وختان وکذا فی غیرهما فی الاصح
وان کان فیه جلاجل فالاصح حله ایضاً ۔ اور امام سیوطی کی جامع الصغیر
کی شرح المسمّی شرح کبیر میں تحت حدیث اعلنوا هذا النکاح واجعلوه الخ کے شیخ
عبد الرؤف المناوی نے لکھا ہے ۔ فقد افاد الخبر حل ضرب الدف فی العرس ومثله
کل سرور حادث ۔ ومذهب الشافعیة ان الضرب فیه مباح مطلقاً ولو
بجلاجل وقد وقع الضرب به فی حضرة شارع الملة ومبین الحل من الحرمة
واقره ولا فرق بین ضربه من امرأة او رجل علی الاصح ۱۲ ۔ اور منہاج فقہ
شافعیہ میں تحریر ہے ۔ ویجوز دف لعرس وختان وکذا غیرهما فی الاصح

وان کان فیہ جلاجل - ویحرم ضرب الکوبۃ وھی طبل طویل ضیق الوسط لا الرقص الا ان یکون فیہ تکسیر کفعل المخنث ۱۲ اور انوار کی کتاب الشہادۃ مین مرقوم ہے - ولا یحرم الیراع والدف وان کان فیہ جلاجل لا فی الاملاک ولا فی الختان ولا فی غیرھما وقیل یحرم الیراع وھو الذی یقال لہ الشاھین وبالفارسیۃ نی ۱۲ وکتاب نزھۃ المجالس کے باب ذکر الموت الخ مین مرقوم ہے - واما الدف فھو مباح ومثلہ طبل السمادیۃ ویکرہ فی المسجد ویحرمان عند قرأۃ القرآن ۱۲ -

الحاصل بجانا دف کا مطلقاً یعنی کسی وقت مین ہو درست وجایز ہے - اگرچہ بعض علماء نے اختلاف کیا ہے اور مکروہ کہا ہے لیکن بعد اختلاف کے صحیح تر قول جواز و اباحت کا ہے بدلیل احادیث مسندہ علمای مجتہدین نے اس بارے مین بحث کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے حضور اقدس مین دائرہ بجا ہے اور آپنے اوسکو منع نہین فرمایا اس دلیل سے معلوم ہوا کہ درست وجایز ہے کسلئے کہ آنحضرت صلعم شارع اور احکام دین سکھلانیوالے ہین پس اگر دف بجانا بُرا اور از روئی شرع ممنوع ہوتا تو آنحضرت صلعم ضرور اوسکی ممانعت فرماتے - اور برخلاف منع کرنیکے نکاح مین دف بجانے نہین فرماتے - اور عید کے روز لونڈیونکے دف بجانے کو منع کرنے سے حضرت ابو بکر صدیق کو ممانعت نہ فرماتے اور اوس عورت کو نذر کے وفا کرنے مین دف بجانے کی اجازت نہ دیتے چنانچہ احادیث مرقومہ بالا سے منکشف ہے اور علاوہ اسکے کئی احادیث صحیحہ سے بھی یہہ امر ثابت ہے - بدین لحاظ مفتیان شرع مبین نے علی الاطلاق اسکے حرمت کا فتوی نہین دیا ہے - کس لئے کہ اگر حرام کہین تو تہمت فعل حرام کی آنحضرت صلعم کے نسبت ہوتی ہے - اور آنحضرت صلعم پر فعل حرام کی تہمت لگانا کفر ہے - کذا فی الحقایق وفتاوی مختصر شافی وایضاح الدلالات فی سماع الآلات - اسیواسطے علماء نے اسکے بجانے اور سننے کے نسبت اختلاف الاحوال والاشخاص کئی قسم لکھے ہین - چنانچہ قسم اول علی الاختلاف مسنون ومستحب ہے - چنانچہ نکاح

اور ولیمہ مین - قسم دوم مباح وجائز ہی جیسا کہ بروز عیدین یا وقت قدوم غایب (یعنی سفر سے واپس آنیکے وقت) یا ہر سرور حادث مین مطلقاً - اسمین دو قسمین ہین - اول مستحسن ہی اون لوگون کو جو بسبب فرط ذوق وشوق ومحبت الہی قصاید حسنہ کے ہمراہ بدون از ملاہی دف بجا کے غایت انبساط وسرور کے باعث حظ اوٹھاتے ہین - دوم مباح ہی اونکے واسطے جو فقط خوش الحانی سے مسرور ہوتے ہین اور لہو ولعب نہین کرتے ہین کیونکہ لہو ولعب حرام ہی قسم سوم - حرام ہی اون لوگون کو جو کہ شراب خواری وزنا یا کلمات فحش وغیبت یا حرام باجے مثلاً سارنگی وغیرہ کے ہمراہ دف بجاتے ہون یا کوئی عورت دف بجاتی ہو اور نامحرم مرد اوس جا حاضر ہون تو البتہ یہہ تمام حالتین حرام ہین -

پس معلوم ہوا کہ دف بنفسہ مباح ہی - مگر بہ سبب تغیر احوال کے حرمت لازم آتی ہی - کیونکہ افعال نامشروعہ خود حرام ہین - اور اس فعل حرام کے ہمراہ اگر دف بجایا جاوے تو اوسکو بہ سبب اوس فعل ناجایز کے منع کیا جائیگا - اگر ایسے مجالس قبیحہ اور حالت نامشروعہ نہو تو درست ومباح ہی - جیسا کہ روایات مذکورہ معتبرۂ فقہیہ واحادیث مسندۂ صحاح ستہ وغیرہ سے منکشف ہی - اس رو سے واضح ہوا کہ مجالس رفاعیہ مین جو دف بجاتے ہین وہ درست وجائز ہی -

سوال چہارم

سادات رفاعیہ اور اونکے توابعین اور متعلقین سلسلۂ مذکورہ موافق اپنے طریقہ کے ذکر اذکار کرتے ہین - اور قصاید نعت وتوصیف بزرگان صالحین یا قصاید موعظہ ونصایح پڑھتے ہین - ایسے قصائد دف کے ہمراہ پڑھنا درست ہی یا نہین

الجواب

دف کے ہمراہ قصاید حسنہ یعنی توصیف بزرگان سلف واحوال کرامت وشجاعت وموعظہ وغیرہ جو کہ اچھے مضمون کے قصائد ہون پڑھنا اونکا درست و

وجائز ہی ۔ چنانچہ احادیث و روایات مرقومہ بالا سے منکشف ہی کہ آنحضرت صلعم کے حضور اقدس مین دف کے ہمراہ اشعار پڑھے گئے اور آپنے سماعت فرمایا بدین لحاظ شعر کہنا یا پڑھنا یا سننا شرعًا درست و جائز ہی ۔ بشرطیکہ فحش غیبت وہجو و مبالغات شنیعہ سے بری و مصون ہو ۔ چنانچہ عینی شرح کنز الدقائق کے باب من تقبل الشہادۃ مین مرقوم ہی ۔ وان نشد شعرًا فیہ وعظ وحکمۃ فہو جائز بالاتفاق ۱۲ ۔ اور منہاج کے کتاب الشہادۃ مین ہی ۔ ویباح قول الشعر وانشادہ الّا ان یہجوا ویفحش او یعرض بامرأۃ معیّنۃ ۱۲ ۔ اور آنحضرت صلعم کے روبرو بہت سے اشعار و قصائد کہے گئے اور پڑھے گئے ہین اور آپنے سماعت فرمایا ہی ۔ چنانچہ امام احمد اپنے مسند مین جابر بن سمرہ کی روایت سے حدیث شریف تحریر فرماتے ہین ۔ قال شہدت رسول اللّٰہ صلعم اکثر من مائۃ مرّۃ فی المسجد واصحابہ یتذاکرون الشعر واشیاءً من امر الجاہلیۃ فربما تبسم رسول اللّٰہ صلعم اخرجہ الترمذی وصححہ واخرجہ احمد بن سلیمان الطبری فی معجمہ الکبیر من طریق اخر انتہی ۱۲ ۔ اور شیخ نجیب عبد القاہر سہروردی کے آداب المریدین مین مرقوم ہی ۔ واما القصائد والاشعار فقد سئل النبی صلعم عن الشعر فقال ہو الکلام حسنہ حسنٌ وقبیحہ قبیحٌ ۔ فالحسن منہ ماکان من المواعظ والحکم وذکر الاء اللّٰہ تعالی ونعمائہ ونعت الصلحین وصفت المتقین فسماعہ حلال ۔ وماکان ذکر الاطلال والمنازل والازمان والامم فسماعہ مباح ۔ وماکان ہجو وسخف فسماعہ حرام انتہی ۱۲ ۔ یعنی جن اشعار مین حمد و نعت وصفت صالحین و مواعظ ہو سننا اونکا حلال ہی ۔ اور جسمین ذکر ازمان و منازل و امم ہو تو سننا اوسکا مباح ہی ۔ اور جسمین ہجو و غیبت و فحش وغیرہ ہو سننا اوسکا حرام ہی ایسلیے آنحضرت صلعم نے اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا فرمایا ۔

الغرض جو قصاید اچھے مضمون کے ہون اونکے پڑھنے اور سننے مین اُمید

حصول ثواب ہے۔ اور ذکر صالحین موجب نزول رحمت بیحساب ہے۔ بمصداق تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین۔ پس باعتبار اسکے سادات رفاعیہ کی مجلس مذاکرہ بلاشک درست و جائز ہے بلکہ امید حصول ثواب۔ کیونکہ وسے لوگ بدون اچھے قصائد کے مضامین باطلہ زبان پر نہیں لاتے ۔

سوال پنجم

قصائد حسنہ کے استماع سے اہل دلوں میں شوق و ذوق و محبت الہی کے باعث حالت وجد و رقص کی پیدا ہوتی ہے اور بعض اوقات کھڑے رہتے ہیں اور بعض اوقات بیٹھتے ہیں یہہ حالت رقص و تواجد شرعًا درست و جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب

بہ سبب استماع توحید ایزدی و نعت نبی صلعم یا موعظہ یا توصیف و کرامات بزرگان صالحین حالت وجد پیدا ہو اور اوس حالت وجد و استغراق و فرط سرور میں کھڑا رہے یا بیٹھے تو درست و جائز ہے۔ کیونکہ اون قصائد کے مضامین میں غور و خوض کرنے سے فرط انبساط و بہجت و شوق و ذوق ایزدی کے باعث یا فقط خوش الحانی کے استماع سے اونکے دلوں پر رقت ہوکر حالت وجد کی پیدا ہوتی ہے اوس حالت میں بہ سبب غایت خوشی و سرور یا مضامین میں محو ہوکر قبضۂ اختیار سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اور ویسے حرکات اونسے صادر آتے ہیں یہہ از روی شرع درست و جائز ہے۔ چنانچہ مشکوۃ شریف کے باب بلوغ الصغیر میں براء بن عازب کے حدیث کے حاشیہ پر تحریر ہے۔ وفی اللطائف قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزید ھذا حجل ای رقص من الفرح والحجل من یرفع رجلہ ویقفز باخری انتہی والقفز الوثوب ۱۲ ۔ کذا فی لمعات شرح مشکوۃ ۱۲ اور مسجد نبوی میں حبشیوں کا رقص۔ اور بی بی فاطمہ رض کے عقد مبارک میں لوگوں کا تواجد۔ اور اسکے سوا دوسرے کئی احادیث سے

ثابت ہی جو صحاح ستہ مین موجود ہین - بلحاظ اختصار کل نہین درج کیا -
معلوم ہووے کہ مراد اس رقص و تواجد سے طوائف و مخنثون کا رقص
نہین ہی - بلکہ معنی اس رقص مباح کی اور مراد اس سے یہہ ہی کہ فرط انبساط
وغیرہ مذکورہ باتون سے حالت وجد پیدا ہو اور اوس وقت مین جو حرکات
صادر ہون اوسکو رقص و تواجد کہتے ہین یہہ حالت شرعًا درست و جایز ہی
لیکن تاوقتیکہ اوسمین زیادتی مانند مخنثون اور طوائف کے نہ کیجائے اور بناوٹ
وسکاری وغیرہ نہو - چنانچہ کتاب محررین تحریر ہی - ولایحرم الرقص الا ان
یکون فیہ تکسیر کفعل المخنثین ۱۲ - اور منہاج کے کتاب الشہادۃ مین مرقوم
ہی - یجوز دف لعرس وختان وکذا غیرہما فی الاصح وان کان فیہ جلاجل
ویحرم ضرب الکوبۃ وھی طبل طویل ضیق الوسط لا الرقص الا ان یکون فیہ
تکسیر کفعل المخنث ۱۲

سوال ششم

طریقہ رفاعیہ مین جو گرز و شمشیر و سیخ وغیرہ سے ضرب کرتے ہین
ایسے کام از روئی شرع شریف درست و جائز ہین یا نہین -

الجواب

ضرب شمشیر و گرز وغیرہ بلا تصنع و شعبدہ بازی و عدم تکلیف و ضرر جائز
ہی کیونکہ ممانعت ایسے کامون سے بلحاظ تکلیف کیجاتی ہی اور یہہ قید شرطیہ
ہی - پس دریافت کرنا چاہیئے کہ وہ شرط یعنی تکلیف کہ جسکے سبب ممانعت
کی جاتی ہی - باقی نرہی تو ممانعت اوس فعل کی کسطرح ہوسکیگی - مثلاً آفتابکو
تمازت و حرارت ایک امر لازمی ہی - اور جبکہ آفتاب ہی نہو تو تمازت و حرارت

نہین رہیگی۔ اسی صورت جس شخص کو گرز و شمشیر وغیرہ سے تکلیف و
مضرت نہو تو ممانعت اوس شخص کے لئے علی الخصوص باقی نرہی اور دوسرون
کے واسطے علی العموم بلحاظ تکلیف باقی ہے۔ چنانچہ تمثیل ایسے امورات کی کتب
فقہیہ مین موجود ہے۔ جیسا کہ فتاوی خلیلی جلد ثانی مطبوعہ مصر کے باب الشہادۃ
صفحہ ۱۹۰ مین مرقوم ہے۔ وذکر النووی فی فتاواہ ان الحادی اذا
اوسطاد الحیۃ لیرغب الناس فی اعتماد معرفتہ وھو حاذق فی صنعتہ
ویسلم منھا فی ظنہ ولسعتہ لم یأثم ۱۲ ۔ یہہ مثال بلا تکرار ثابت آئی ہے کیونکہ
سانپ کا پکڑنا بھی بلحاظ ایذا رسانی ممنوع ہے اور جبکہ کسی عمل وغیرہ کے باعث
یقین ہے کہ ایذا نہ دے سکیگا۔ اگرچہ بعد اوسنے کاٹا اور ایذا دی تو بھی پکڑنیوالا
گنہگار نہوگا۔ علی ہذا القیاس جس شخص نے اون بزرگ کا وسیلہ پکڑا اور
اونکی کرامت پر یقین کیا اور بسبب فرط ذوق و شوق و غلبۂ وجد کے ضرب
شمشیر و گرز وغیرہ کیا تو شرعًا مباح ہے۔ اگرچہ بعد اوسکو وہ ضرب اثر کرے
جیسا کہ اوپر بیان ہوا ۔

یہہ کرامت حضرت سلطان العارفین غوث الواصلین سیدنا احمد
الکبیر الرفاعی قدس سرہ کی ہے جو کہ تاحال اونکی اولاد و توابعین بین وہ فیض
جاری ہے۔ اور معنی کرامت کے وہی ہین کہ جو کام سخت اور دشوار ہو وہ بسہولیت
ہوجاسے۔ اور جو قرین قیاس نہو وہ ظہور مین آئے۔

پس منکر کرامات اولیاء اللہ کا گمراہ و بد اعتقاد ہے جیسا کہ فتاوی خلیلی
کے جلد اول صفحہ ۹۷ مطبوعہ مصر مین جواب کرامات اولیاء کا تحریر ہے۔
نعم ھی واقعۃ جائزۃ لھم نفعنا اللہ بھم احیاءً وامواتًا بقصدٍ منھم وبغیر
قصدٍ یؤید ھم اللہ تعالی۔ لاینکرھا الا احد رجلین اما سیئ الاعتقاد
کالمعتزلۃ والزادلیۃ واما کثیر المعاصی والذنب والغفلۃ فلا یشھدھا
منھم فیؤدی ذلک علی انکارھا واذا تاملت الکتاب والسنۃ وما نقل

تواتراً معنویاً عن السلف والخلف بل فی کل عصرٍ من الاعصار بل فی کل یومٍ من الایام اذ مامن یومٍ الّا ویقع فیہ کرامات لاتحصیٰ ولاتعد ولو جمعت لصارت تواتراً معنویاً الخ۔

سوال ہفتم

متعلّقین طریقۂ رفاعیہ جو زخم شمشیر و گرز وغیرہ پر یا کسی مریض کو لب (یعنی لعاب دہن) لگاتے ہین اور دعا کرتے ہین۔ یہہ از روی شرع شریف درست وجائز ہے یا نہین۔ اور لب لگانا و دعا کرنا مفید و سودمند ہوسکتا ہے یا نہین۔

الجواب

کسی مریض کو یا زخم وغیرہ پر لعاب دہن لگانا اور اوسکے لئے دعا کرنا درست وجائز ہے۔ اور بزرگان صالحین کا لعاب دہن لگانا موجب برکت وسعادت ہے۔ دلیل اوسکے اباحت و درست اور مفید ہونے کی حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ چنانچہ بخاری و مشکوۃ شریف مین لکھا ہے۔ کہ خیبر کی لڑائی مین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے تھے اور شکر لشکر اسلام نے وہان مقام کیا اوسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل مین نشان اوس شخص کو دونگا کہ جو خدا اور رسول کا پیارا ہے۔ جب صبح ہوئی سب لوگ نشان لینے کی غرض سے آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوئے تب آپنے فرمایا کہ علی ابن ابی طالبؓ کہان ہے صحابہؓ نے عرض کی کہ اونکی آنکھین درد کرتی ہین آپنےؐ اونکو بلوایا اور اونکے آنکھ مین اپنے دہن مبارک سے لعاب لگایا اور دعا کی بحکم خدا فوراً صحت حاصل ہوئی اور تابہ زیست درد چشم کی شکایت نہ رہی۔ بعدہٗ نشان اونکو عنایت کیئے الخ۔ (یہہ حدیث شریف نوین سوال کے جواب مین انشاءاللہ تعالی تحریر کی جائیگی)۔

سوال ہشتم

بزرگان دین کو بلفظ یا ندا کرنا مثلاً۔ المدد یا شیخ عبد القادرؒ۔ المدد یا سیدنا احمدؒ الکبیر الرفاعی وغیرہما۔ اور توسل پکڑنا اولیاء کرام سے درست ہے یا نہیں۔

الجواب

المدد یا شیخ عبد القادرؒ۔ المدد یا سید احمدؒ الکبیر الرفاعیؒ وغیرہ الفاظ ندائیہ کہنا اور ندا کرنا درست وجائز ہے۔ اگرچہ بعض علماء نے اسمیں بحث کیا ہے لیکن بعد بحث کے صحیح تر قول جواز کا ہے چنانچہ فتاوی خلیلی جلد ثانی صفحہ ۲۶۳ مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے واما قولھم یا شیخ عبد القادر فھو نداء واذا اضیف الیہ شیئا للہ فھو طلب شیٔ اکراما للہ تعالی فما الموجب لحرمۃ ذلک اور مشکوٰۃ شریف کے باب زیارت القبور میں ابن عباسؓ سے یہہ حدیث مروی ہے۔ عن ابن عباس قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبور بالمدینۃ فاقبل علیھم بوجہہ فقال السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر۔ رواہ الترمذی ۱۲ وفی المسلم فی باب عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار علیہ عن انسؓ بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک قتلی بدر ثلثا ثم اتاھم فقام علیھم فناداھم فقال یا ابا جہل بن ھشام یا امیۃ بن خلف یا عتبۃ بن ربیعۃ یا شیبۃ بن ربیعۃ الیس قد وجدتم ما وعدکم ربکم حقا فانی قد وجدت ما وعدنی ربی حقا فسمع عمرؓ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ کیف یسمعون وانی یجیبون وقد جیفوا قال والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منھم ولکنھم لا یقدرون ان یجیبوا

ثم امرہم فسحبوا فالقوا فی قلیب بدر - رواہ مسلم ۱۲ ان حدیثون سے واضح ہی کہ ندا بلفظ یا صلحین کے لئے بدرجۂ اولی درست وجائز ہی کیونکہ آنحضرت صلعم نے کفار کو بلفظ یا ندا فرمائی ہے - پس نہایت تعجب ہی کہ اولیاء صلحین کو ندا کرنے سے انکار کیا جائے - ع - برین عقل ودانش بباید گریست -

اور بمصداق آیۂ کریمہ - یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ الخ - انبیاء واولیاء وصلحاء سے توسل پکڑنا حالت حیات وممات مین درست وجائز بلکہ ضرور ولازم ہے - چنانچہ خلاصہ اسکا کتب فقہیہ مین موجود ہے - اور انکار کرنا توسل سے موجب نکبت وبے نصیبی ہے نعوذ باللہ من ذلك - فتاوی خلیلی جلد ثانی صفحہ ۲۵۹ مین تحریر ہے - واما التوسل بالانبیاء والاولیاء والعلماء فقد نص ائمتنا انہ یجوز التوسل باهل الخیر والصلاح سواء کانوا احیاء اماواتا ولاینکر ذلك الامن ابتلی بالحرمان وسوء العقیدة نعوذ باللہ من المنکر وسیئتہ ۱۲

سوال نہم

نشان بنانا رکھنا - اور بروز عیدین واعراس بزرگان دین یا کسی دینی کام کے خوشی کے وقت مسلمانونکی جماعت کے ہمراہ مع دفوف شہر مین اون نشانونکا پھرانا درست ہی یا نہین -

الجواب

علم یعنی نشان بنانا - رکھنا اور اوسکا پھرانا بروز عیدین وبروز اعراس بزرگان دین وغیرہ درست وجائز ہی - اور آنحضرت صلعم کے عہد میمنت عہد مین نشان موجود تھے اور آپ صلعم کے روبرو اکثر اوقات نشان چلے ہین یہہ امر احادیث صحیحہ سے بالتعداد ثابت ہے - لہذا بالاتفاق علمائے دین وفقہائے مجتہدین نے

کتب فقہیہ میں بدلیل اون احادیث مسندہ حلت نشان کی تحریر کی ہے
چنانچہ در المختار شرح تنویر الابصار اور سراج میں سیر الکبیر کی روایت سے
مرقوم ہے۔ العلم حلال صغیرًا کان او کبیرًا ومایعقد علی الرمح فانہ
حلال ولو کبیرًا لانہ لیس بلبس انتھی ۱۲ - اور ابو عیسیٰ نے جامع ترمذی
کے باب لوا و رایت میں چند احادیث صحیحہ لے آئے ہیں اور کتاب نہایت میں
تحریر ہی کہ آنحضرت صلعم کے نشان کا نام عقاب تھا۔ وکان اسم رایت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم العقاب ۱۲ - اور مشکوۃ شریف کے باب
اعداد آلۃ الجہاد میں مروی ہے۔ روی عبد اللہ بن عباس رض رایتہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت سوداء ولواءہ ابیض ۱۲ - رواہ الترمذی
وابن ماجہ ۱۲ - اور غزوہ بنی قینقاع میں لکھا ہے۔ وکان اللواء بید الحمزۃ رض بن
عبد المطلب وکان ابیض فقذف اللہ فی قلوبہم الرعب انتھی - اور خیبر
کی لڑائی کے بیان میں لکھا ہے وقال المغلطائی وغیرہ وفرق علیہ السلام
الرایات ولم تکن الرایات الا بخیبر وانما کانت الالویۃ ۱۲ - وقال
الدمیاطی وکانت رایت النبی صلعم من برد لعائشۃ ۱۲ - اور صحیح
بخاری ومشکوٰۃ شریف میں یہہ حدیث شریف مروی ہے۔ وفی البخاری
وکان علی رض بن ابی طالب یخلف عن النبی صلعم وکان رمدًا فلحق فلما
بتنا اللیلۃ التی فتحت قال صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ غدًا
اولیأخذن الرایۃ غدًا رجل یحبہ اللہ ورسولہ ویفتح اللہ علی یدیہ
فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلعم کلھم یرجون ان یعطاھا
فقال این علی رض بن ابیطالب قالوا ھو یارسول اللہ صلعم یشتکی عینیہ
قال فارسلوا الیہ فاُتی بہ فبصق رسول اللہ فی عینیہ ودعا لہ فبرأ بہ
حتی کان لم یکن لہ بہ وجع فاعطاہ الرایۃ انتھی ۱۲ - کذا فی البخاری و
فی المشکوٰۃ فی فضائل سیدنا علی رض ۱۲ - **ترجمہ** سیدنا علی رض ابن ابیطالب لشکر اسلام کے

بسبب درد چشم پیچھے رہگئے تھے ۔ بعد آنکر شامل ہوئے ۔ اور اوس شب کو لشکر اسلام وہان مقیم رہا تب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا کہ کل مین نشان اوس شخص کو دونگا جو اللہ و رسول کا پیارا ہی ۔ اور اللہ تعالی فتح بھی اوسی کے ہاتھ سے عنایت فرمائیگا جسکو سب صحابہ نشان لینے کی غرض سے سرورِ عالم صلعم کے نزدیک جمع ہوئے تب آپ نے فرمایا کہ علیؓ بن ابیطالب کہان ہین ۔ صحابہ نے عرض کی اونکی آنکھین درد کرتی ہین ۔ آپ نے اونہین بلوا کے اپنے دہنِ مبارک سے لعاب اونکے آنکھون مین لگائے اور دعا کی فوراً بحکم خدا صحت حاصل ہوئی ۔ گویا کہ کچھ انکو درد چشم نہ تہا ۔ بعدہ نشان اونکو عنایت فرمائے ۱۲ ۔ کذا فی البخاری ومشکوۃ در باب فضائل سیدنا علیؓ ۱۲ ۔

اس حدیث کے مضمون سے یہہ بات ثابت ہوتی ہی کہ لب (یعنی لعاب دہن) لگانا مشایخین صالحین کا کسی مریض کو یا زخم وغیرہ پر تبرکاً درست وجائز ہی ۔ اہذا بعض نافہم ومتعصبین ومنکرین کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کیلئے یہہ دلیل کافی ہی غرض کہ روایات فقہیہ واحادیث مسندہ سے صریح واضح ہی کہ علم (یعنی نشان) بنا نا رکھنا اور اوسکا پھرانا مع دفوف قصائد واشعار پڑھتے ہوئے درست وجائز ہی ۔ چنانچہ دلایل قصاید واشعار دف کے ہمراہ پڑھنے کے جوابات مذکورہ بالا سے منکشف ہین ۔ اسیطرح اباحت جواز نشانون مین بھی مطلقاً کلام نہین ۔

پس دو امر جواز کے اجتماع مین کچھ قباحت نہین پائی جاتی ۔ بدینوجہ بروز عیدین واعراس بزرگانؒ وایام سرور شرعی مین نشانون کا پھرانا درست وجائز ہی ۔ اور وجہ ثانی اسکے استحسان کی یہہ ہی کہ یہہ امر دلالت کرتا ہی زیادہ تر خوشی اہل اسلام پر اور موجب رعب وشوکت اہل اسلام ہی ۔ پھر کونسی قباحت شرعی اس امر مین ہی جو موجب عدم جواز ہو ۔ اب جو اسیلئے بروز جمعہ وعیدین حرمین شریفین مین دو علم منبر کے دونون بازو لاکر کھڑے کرتے ہین ۔ اور مکہ معظمہ مین تاحال نشان مع دفوف بروز اعراس خلفائے راشدینؓ مطابق تاریخ وفات کے

ہمراہ مین نکالتے ہیں۔
کتب فقہیہ سے ثابت ہے کہ نشان چھوٹا ہو یا بڑا ازروی شرع حلال ہے
اور پھر اناا وسکا شہر مین دائرہ بجاتے ہوئے یا بدون دائرے کے دونون حالت
مین درست وجائز ہے لیکن لہو ولعب سے احتیاط ضرور ولابد ہے ۱۲۔

سوال دہم

مشایخین صالحین کے استقبال کے لئے مسلمانون نے شہر سے باہر جانا
اور مع نشان ودفوف نوازی باعزاز واکرام لے آنا شرعًا درست وجائز ہے یا نہین۔

الجواب

مشایخین صالحین کے استقبال کے لئے مع نشان ودفوف مسلمانون کا جانا
درست وجائز ہے۔ دلیل اسکے اباحت وجواز کی حدیث شریف سے ثابت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے روز مکہ معظمہ مین داخل ہوئے تب آپ کے
ہمراہ سفید نشان تھا۔ چنانچہ جامع ترمذی مین مرقوم ہے۔ وعن جابرؓ بن عبد
اللہ ان النبی صلعم دخل مکۃ یوم الفتح ولواءہ أبیض ۱۲۔ اور نیز جامع ترمذی
مین مرقوم ہے وعن حارث بن الحسان قدمت المدینۃ فرأیت رسول اللہ
صلعم علی المنبر وبلالؓ قائم بین یدیہ مستقلد سیفًا وإذا رایۃ سوداء
فقلت من ہذا فقال ہذا عمرو بن العاص قدم من غزاۃ انتہی **ترجمہ**
حارث بن حسان سے مروی ہے کہ مین مدینہ شریف کو گیا تو دیکھا کہ رسول صلی
اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف رکھے تھے اور بلالؓ تلوار کھینچے ہوئے روبرو کھڑے
تھے اس اثنا مین یکایک ایک کالا نشان نظر آیا مین نے عرض کی یہہ کون ہے
تب آنحضرت نے فرمایا یہہ عمرو بن عاص ہے جو غزا سے واپس آیا ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ مدینہ منورہ کو پہنچے تب لوگ آپ کے روبرو

دف بجانے اور اشعار پڑھتے ہوئے چلتے تھے اونمین سے ایک شعر ذیل مین درج
ہے جیساکہ امام محمد غزالیؒ کیمیای سعادت کے باب آداب السماع مین تحریر
کرتے ہین ۔ آنکہ در دل شادی داشتہ باشد وخواہد کہ آنرا زیادہ کند بسماع این نیز
مباح بود چون شادی بجور می باشد روا بود بآن شاد شوند چنانچہ در عروسی
وولیمہ وعقیقہ و وقت آمد فرزند و وقت ختنہ کردن و باز آمدن از سفر چنانچہ رسول
خدا صلعم کہ بمدینہ رسید از پیش وی بہ بازی شدند واین اشعار میگفتند ۔ شعر

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعی اللہ داع الخ

اور کتاب مدارج النبوۃ کے جلد ثانی صفحہ ۵۹ مین مرقوم ہے ۔ دیگر واقعہ
ابو بریدہ اسلمی ست کہ ابو سلیمان خطابی آوردہ ست کہ چون سرور عالم صلعم بشرف
مدینہ مشرف شد و بقرب و نواحی آن رسید بریدہ اسلمی با ہفتاد نفر از قوم خود
باشارت کفار قریش کہ در گرفتن آنحضرت صلعم کردہ بودند و وعدۂ صد شتر در
وجہ انعام آن قرار دادہ بقصد گرفتن سید رسل صلوات اللہ وسلامہ علیہ برآمدہ
بود ۔ آنحضرت فرمودند تو چہ کسی وچہ نام داری گفت نام من بریدہ ست آنحضرت
بطریق تفاؤل کہ عادت شریف بر آن جاری بود از مادۂ اشتقاق آن کہ بردودت
ومبنی ست از سلامت وسکون وجمعیت با بو بکرؓ فرمودند قد برد امرنا وصلح
یعنی خوشی وخنکی شد کار ما کہ آخر روی بصلاحیت دارد ۔ باز فرمودند از کدام
قبیلہ ۔ گفت از بنی اسلم فرمود سلمنا خیر و سلامت ست فرمود از کدام بنی اسلم
گفت بنی سہم فرمود اصبت سَہْمَکَ یافتی سہم خود یعنی نصیب وحصۂ خود از
اسلام ۔ وبعد از ان بریدہ از آن حضرتؐ پرسید تو چہ کسی فرمود منم محمدؐ بن عبد اللہ
رسول اللہ بریدہ بمجرد شنیدن نام آنحضرتؐ ایمان آورد وگفت اَشْھَدُ اَنْ
لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وجماعت کہ با وی بودند نیز
بشرف اسلام مشرف شدند ۔ بریدہ عرض کرد یا رسول اللہؐ باید کہ در وقت
در آمدن در مدینہ لواے با تو باشد پس بریدہ عمامۂ خود را از سر برآورد وبہ نیزہ

بست و بیش پیش روان شد انتہی ۱۲ —

الحاصل مشائخین صالحین کے استقبال کے لئے نشان مع دف وغیرہ لیجانا بدلیل احادیث سندہ و روایات معتبرہ مذکورہ درست و جائز ہے بنظر اختصار زیادہ ادلہ نہیں درج کئے —

مخفی نرہے کہ تعظیم و توقیر کرنا مشائخین صالحین و پیروان شرع متین کی ہر مومن کے واسطے امر ضروری ہے۔ اور علی الخصوص مرید کو اپنے مرشد کی تعظیم و تکریم لازم و لابد ہے چنانچہ کتب مصنفہ مشائخین متقدمین مثلاً ملفوظات سیدنا احمد الکبیر الرفاعی قدس سرہ و آداب المریدین و غنیتہ الطالبین و قول الجمیل وغیرہم کتابوں میں مفصل احوال موجود ہے —

عَلَم یعنی نشان تمام مشائخین کاملین نے اپنے اپنے سلسلہ کے واسطے جدے رنگ یا جدے وضع کا مقرر کیا ہے اور اسی پر وے اور توابعین ہر ایک طریق کے عمل پیرا رہے اور تا حال ویسا ہی جاری ہے۔ مگر بعض اشخاص نفسانیت کو کام فرما کر دوسرے طریق کے نشانہ سلسلہ وغیرہ بغیر اجازت و خلافت کے عمل میں لاتے ہیں یہہ سراسر خلاف طریق بزرگان سلف اور غلط محض ہے — کس لئے کہ بے اجازت بے فیض ہے — اور غرض اور علامت ہر طریق کی جو مقرر ہے وہ نہیں رہتی کیونکہ جو مشائخ یا جماعت کے ہمراہ جس رنگ یا جس وضع کا نشان ہو تو فوراً بغیر دریافت کرنے کے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہہ فلانے سلسلے کے ہیں — بزرگوں نے یہہ کیا خوب طریقہ مقرر کیا ہے خداوند عالم اسکی پابندی عنایت فرماوے تاکہ باعث شکوک و موجب وسواس لوگوں کے دلوں سے دفع ہو جائے — اور اہل صدق و صفوکا نکھائیں آمین ثم آمین — تفصیل اس اجمال کی کتب مشائخین میں موجود ہے اور یہہ امر مشہور ہے حاجت بیان کی نہیں — کما لایخفی علی من لہ ادنیٰ درایۃ فی العلم ۱۲ —

سوال یازدہم

نشانون کے کپڑے پر کلمۂ طیبہ یا اسمای متبرکہ تحریر کرنا اور بالتعظیم رکھنا اونکا درست ہے یا نہین -

الجواب

نشانون کے کپڑے پر کلمۂ طیبہ یا اسمای متبرکہ لکھنا درست وجائز ہے - بشرطیکہ بے تعظیمی اوسکی نہو چنانچہ در المختار کے کتاب الطہارت مین مرقوم ہے - بساط او غیرہ کتب علیہ الملک للہ یکرہ بسطہ واستعمالہ لاتعلیقہ للزینۃ ۱۲ - ترجمہ کپڑے وغیرہ پر الملک للہ لکھا جائے تو اوسکا بچھانا اور استعمال کرنا مکروہ ہے - مگر لٹکانا اوسکا زیب وزینت کے لئے مکروہ نہین ۱۲ اور نیز در المختار کے باب صلوٰۃ الجنائز مین لکھا ہے - عن الفتح انہ قال تکرہ کتابۃ القران واسماء اللہ تعالی علی الدراھم والمحاریب والجدران ومایفرش ومأذلک الا لاحترامہ وخشیۃ وطیہ انتہی ۱۲ - ترجمہ فتح سے مروی ہے کہ پیسے محراب دیوار وفرش وغیرہ پر اسمای الہی وقرآن شریف لکھنا مکروہ ہے - مگر اوسکی تعظیم وتوقیر کیجائے اور بے ادبی نہو تو درست ہے ۱۲ - اور فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے - لوکتب القران علی الحیطان والجدران بعضھم قالوا یرجی ان یجوز وبعضھم کرھوا ذلک مخافۃ السقوط تحت اقدام الناس انتہی ۱۲ - ترجمہ پردے یا دیوار پر اگر قرآن شریف لکھا جاوے تو بعض علماء نے اوسکو جائز رکھا ہے اور بعض نے مکروہ جانا ہے بلحاظ ترک ادب کہ شاید گرے اور پاؤن تلے نہ آئے - مواہب لدنیہ مین امام قسطلانی الشافعیؒ حضرت حمزہؓ عم رسول اللہ صلعم کے احوال مین تحریر فرماتے ہین - قد عقد لہ لواء ابیض واللواء ھو العلم

الذی یجعل فی الحرب یعرف به موضع صاحب الجیش وقد یحمل صاحب الجیش وقد یدفعه لمقدم العسکر۔ وقد صرح جماعة من اهل اللغة بترادف اللواء والرایة ولاکن روی احمدؒ والترمذیؒ عن ابن عباسؓ کانت رایته رسول الله صلعم سوداء ولواءه ابیض ومثله عند الطبرانی عن بریدة وعند عدی عن ابی هریرةؓ وزاد مکتوب فیه لآ اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ انتہی ۱۲ — **ترجمہ** تحقیق و یاتھا اونکو (یعنی حضرت حمزہؓ کو) ایک نشان سفید۔ اور لواء اوس علم کو کہتے ہین جو حرب مین رکھا جاتا ہے تاکہ صاحب لشکر کا مقام معلوم ہو۔ اوس علم کو بعض وقت سردار خود اوٹھاتا ہے۔ اور کبھی لشکر کے آگے رکھتے ہین۔ اکثرین اہل لغت نے تصریح و خلاصہ کیا ہے کہ لواء و رائیت ایک ہی ہے مگر امام احمدؒ اور ترمذیؒ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم کا نشان سیاہ اور جھنڈا سفید تھا۔ اسیطرح روایت کی ہے طبرانیؒ نے بریدہ سے اور عدی نے ابو ہریرہؓ سے اور زیادہ کیا ہے اونھون نے اس روایت مین کہ اوس نشان پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا انتہی ۱۲ —

مرقومۂ بالا احادیث صحیحہ و روایات فقہیہ سے صریح واضح ہے کہ کلمۂ طیبہ یا اسمای متبرکہ نشان کے کپڑے پر تحریر کرنا بشرط حفظ تعظیم و توقیر درست و جایز ہے —

سوال دوازدہم

صوفیۂ کرام۔ مثلاً رفاعیہؒ قادریہؒ چشتیہؒ وغیرہم کی مجالس مذاکرہ مین جو حالت وجد و رقص کی پیدا ہو اوس مجلس مذاکرہ و شاغلین و ذاکرین کو شیطان بھوت یا کفار وغیرہ سے مشابہت دیکے بیجا و ناسزا کلمات اونکے شان مین

کہنا اور اطلاق کفر کرنا درست ہے یا نہیں ۔

الجواب

صوفیۂ کرام کے طریقۂ ذکر اذکار اور اونکے مجالس بذاکرہ پر طعن وتشنیع کرنا موجب فسق وضلال اور باعث شومی ونکال ہے ۔ کیونکہ وے لوگ ہرگز خلاف شرع کام نہیں کرتے اور کسی اہل طریق نے ترک صوم وصلوٰۃ وحج وزکوٰۃ نہیں کی یا دوسرون کو بھی اوس سے باز نہیں رکھا چنانچہ شیخ عبد الوہاب شعرانی کتاب یواقیت الجواہر مین تحریر فرماتے ہین ۔ قال الشیخ مجد الدین الفیروزآبادی صاحب کتاب القاموس فی اللغۃ ۔ لایجوز لاحدٍ ان ینکر علی القوم ببادی الرای لعلو مراتبهم فی الفهم والکشف وقال ولم یبلغنا عن احدٍ انه امر بشئ یهدم الدین ولا نهی احدًا عن الوضوء ولا عن الصلوٰۃ ولا عن غیرهما من فروض الاسلام ومستحباته انما یتکلمون بکلام یدق عن الافهام وکان یقول قد یبلغ القوم فی المقامات ودرجات العلوم الی المقامات المجهولة التی لم یصرح بها کتاب ولا سنة ولکن اکابر العلماء العاملین قد یردون ذلك الی الکتاب والسنة بطریقٍ دقیقٍ لحسن استنباطهم وحسن ظنهم بالصلحین ولا کن ما کل احدٍ بتربص اذا سمع کلامًا لا یفهمه بل یبادر الی الانکار علی صاحبه و خلق الانسان عجولًا انتہیٰ ۱۲ ۔

بے شک وہ جہال مستثنا ہین جو کہ خود کو صوفیہ تصور کرکے بے علمی و نافہمی کے باعث کلمات بیجا و ناسزا کہتے ہین بلکہ نعوذ باللہ منہا احکام شرع سے تجاوز کرکے درجۂ کفر تک پہنچتے ہین ۔ مخالفت وتنبیہ اوس فرقۂ باطلہ وزمرۂ عاطلہ کی البتہ ضرور ولابد ہے اور اونکو ایسے اقوال نامشروعہ وافعال قبیحہ سے روکنا لانسب والزم ہے (چنانچہ اون کے چند اقوال کی تردید بموجب شرع عیہ ہو گئی

اس فقیر نے ایک رسالہ المسمّی بہ طریق شریعت مین مفصل تحریر کی ہی)۔
صوفیانِ باصفا و سالکانِ راہ ہدا جو کہ پابند شریعت نبوی اور مستفیض
از علوم و فیوضات ظاہری و باطنی ہین اور بمصداق آیۂ کریمہ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ
اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ الخ ۔ ذکر و اذکار ایزدی مین جد و جہد
کرنے کے باعث مراتب عالی پاتے ہین ۔ چنانچہ ابوہریرہ رضؓ کی روایت سے
بخاری اور مسلم مین ثابت ہی کہ ملائکہ ربانی اہل ذکر کو تلاش کرتے پھرتے ہین
اور جبکہ ذاکرین کو پاتے ہین تو اونکو اپنے پرون سے اول آسمان تک اوٹھا لیتے
ہین پھر جب حق تعالی فرشتون کو شاہد کرکے فرماتا ہی کہ مین نے اونکو بخشا
۔ تو کوئی فرشتہ کہتا ہی کہ اونمین تو فلانہ بندہ گنہگار بھی ہی جو اونکی راہ پر نہین
کسی کام کو آیا تھا سو وہان بیٹھ گیا ۔ تب حق تعالی سے ارشاد ہوتا ہی کہ مینے
اوسکو بھی بخشا ۔ وے ایسے لوگ ہین جنکے پاس بیٹھنے والا بھی شقی یعنی بے نصیب
نہین رہتا انتہی ۱۲ —

شعر

مس ناقص از طفیل کیمیا زر می شود	اختیار صحبت کامل کن و کامل برآ

پس دریافت کرنا چاہئے کہ جنکے نزدیک بیٹھنے والا بہرہ یاب ہو پھر اونکا
شاغلین و ذاکرین پر اور اونکے مجالس مذاکرہ و حالتِ وجد و رقص بلا تصنع کو
شیطان بھوت کفار وغیرہ سے مشابہت دینا اور بیجا و ناسزا کلمات اونکی
شان مین کہنا کس طرح درست و جائز ہوگا ۔ چنانچہ فتاوی خلیلی جلد ثانی صفحہ
۲۵۹ مطبوعۂ مصر مین مرقوم ہی ۔ واما قولہ فی الرقص والتواجد اول
من احدثہ اصحاب السامری ۔ فکیف یجوز لمسلم ان یشبہ الذاکرین
اللّٰہ کثیرًا بالکافرین وقال تعالیٰ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ کَالْمُجْرِمِیْنَ مَا لَکُمْ
کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ وقال تعالیٰ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَہُمْ
کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَاءً مَّحْیَاہُمْ وَمَمَاتُہُمْ سَاءَ مَا یَحْکُمُوْنَ
اگرچہ بعض تصنیفات میں طریقۂ صوفیہ پر اعتراضات تحریر ہیں لیکن

وہ اعتراضات اونکے دو وجہ سے خالی نہین - اول یہہ کہ مراد اونکی وے کذاب اہل تصوف ہونگے جو برخلاف احکام شرع عمل پیرا ہین جنکا ذکر اوپر ہوا - دوسرا یہہ کہ شاید اون مصنفون نے فقط جہال کے اقوال و افعال پر نظر کرکے صوفیۂ صدق وصفا و رہروان طریقۂ ہدا کو بھی بدگمانی سے اونکے مطابق تصویر کیا ہو اور علی الاطلاق بدون استثنا کرنے کے سبھون پر زبان طعن دراز کی ہو

شعر

بد کرش ہر چہ بینی در خروش ست	ولی داند درین معنی کہ گوش ست

لہذا ہمکو نہ چاہئے کہ اونکے بدگمانی کی تتبع کرکے خود بھی گرفتار معصیت ہون - اور مانند اونکے اوس زمرۂ حقہ کو ناحق و ناروا تہم کرین کس لئے کہ سوء ظن کرنا مسلمانون پر حرام قطعی ہی - چنانچہ فتاوی خلیلی جلد ثانی صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ مصر مین اس امر کا نہایت خلاصہ تحریر ہی - مگر چونکہ عبارت اس بحث کی طول ہی - لہذا مصنف نے جو حاصل اسکا بیان کیا ہی وہ تحریر کیا جاتا ہی

وھو ھذا والحاصل ان اصحاب ھذا النقول من الفقہآء اذا اساؤا ظنونہم فی طائفۃ من الصوفیۃ فحملوا احوالہم فی ذکر اللہ تعالیٰ علی اللھو واللعب وطعنوا فی شانہم مما یعلمہ اللہ تعالیٰ لا یلزمنا نحن ان نتبعہم فی سوء الظن فی اھل الذکر فی جمیع الازمان ونرکب ھذہ المعصیۃ کما ارتکبوھا - ونعتقد انہا طاعۃ وقد قال تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن الآیۃ فان سوء الظن بالمسلم حرام قطعی والتاویل واجب فی افعالہ واقوالہ کما قالہ العلماء والسماع عند طائفۃ الصوفیۃ غیر السماع عند الفقہآء من الاحکام الشریعۃ فان طائفۃ قلوبہم فارغۃ من سوء الظن فی احد من البریۃ انتہی ۱۲ - خداوند عالم جمیع اہل اسلام کو توفیق خیر رفیق عنایت فرماوے - اور پیروی رسول مقبول کی نصیب کرے آمین ثم آمین -

نظم

یاالٰہی چشم بینائی بدہ	در دلم از عشق سودائی بدہ
آتش افگن در دلم مانند طور	شعلہ خیزد از تجلیہای نور

فایدہ

چونکہ یہہ رسالہ متعلق بسلسلۂ عالیہ رفاعیہ ہے - لہذا بنظر استفادۂ ناظرین حقیقت بین نیز کا مجمل تذکرۂ متبرکہ حضرت سلطان العارفین برہان الواصلین الغوث المعظم والقطب المکرم شیخنا و مولانا السید احمد الکبیر الحسینی الموسوی الرفاعی قدس اللہ سرہ واعاد اللہ علینا من برکاتہ کا لکھا جاتا ہے - فضیلت و بزرگی آپکی مشائخین دہر و اولیاء عصر پر درجۂ ثبوت و تحقیق کو پہنچی ہے - چنانچہ مصنف تریاق المحبین تحریر فرماتے ہین کہ شیخ محمد خطیب الحدادی کے روبرو جبکہ حضرت رفاعیؒ اور دوسری اولیاء اللہ کا ذکر آتا تب آپ حضرتؒ رفاعیؒ کے فضایل و مراتب مین یہہ اشعار پڑھتے -

لا تقس یا مرئ قال النجوم بشمس	بینہما والنجوم فرق عظیم
فاحذرن ان یقال عینیک عمیا	والا ما کابر اولئیم

اور مصنف موصوف لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبد القادر الجیلانی قدس سرہ کی مجلس مین حضرت رفاعی قدس سرہ کا ذکر آیا تب آپنے فرمایا کہ السید احمد الرفاعیؒ حجۃ اللہ علی اولیائہ الیوم و صاحب ہذہ المادۃ اور یہہ شعر فی البدیہہ زبان مبارک سے حضرت رفاعی کی شان مین ارشاد فرمایا -

شعر

ہذا الذی سبق القوم الاولی واذا	رائتہ قلت ہذا آخر الناس

اور مصنف مذکور نے بحوالۂ شفاء الاسقام لکھا ہے کہ بعض عارفین رویت جمال نبوی صلعم سے مشرف ہوئے تب آنحضرت صلعم سید احمد الکبیر الرفاعیؒ کی

صفت و مراتب مین فرماتے تھے کہ سید احمد الرفاعیؒ بادشاہ ہی اہر دی علم و فضل کے اور خلایق اسکی ہدایت سے استفادہ حاصل کرکے توجہ الی اللہ سے بہرہ یاب ہوگی ۔ سبب اسکا فنا اور فناء الفناء باللہ ہی اور حال اوسکا سفال سے زیادہ تر ہی (یعنی جد و جہد عمل مین زیادہ ہی زبانی کہنے سے)
علی ہذا القیاس مراتب و فضایل آپ کے بحساب و بیشمار مثل آفتاب نصف النہار روشن و مبرہن ہین اس مختصر رسالے مین گنجایش اونکے تحریر کی نہین

مفاخرہ تابی عن الحصر انہا	متی مر منہا منجم جاء منجم
سلو الشمس عنہا انہا ہی دونہا	و ایاتہ الزہر امن الشمس اظہر

اسم شریف آپکا سید احمد محی الدین ۔ اور بہ سبب علو مراتب کے کبیر کہتے ہین ۔ کنیت آپکی ابو العباس اور لقب رفاعی ہی ۔ سبب اس لقب کا اکثر کتابون مین یون تحریر ہی ۔ کہ آپ کے جد امجد سید حسنؒ اصغر رفاعۃ الہاشمی المکی جو کہ بہ لقب رفاعہ مشہور تھے لہذا آپکا لقب رفاعی مقرر ہوا ۔ اور مصنف تحفۃ الاولیاء و غیرہ نے لکھا ہی ۔ کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ لقب شریف عنایت و مرحمت ہوا ہی جسکا خلاصہ کتب مرقومہ ذیل مین مندرج ہی اور جد مادری آپ کے سید نا رفیع الدین کی نسبت سے آپکا رفاعی لقب ہوا جو کہ عوام مین مشہور ہی یہہ غیر معتبر ہی ۔
والد ماجد آپ کے سید نور الدین ابو الحسن علی المکیؒ بن سید یحیی ابن سید ثابت ابن سید حازم ابن سید احمد ابن سید علی ابن سید ابی المکارم الحسن المعروف برفاعۃ المکی ابن سید مہدی ابن سید محمد ابی القاسم ابن سید حسن ابن سید حسین ابن سید موسی الثانی ابن الامام سید ابراہیم المرتضی ابن الامام موسی الکاظم اور آگے نسب مشہور ہی جو امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہی ۔
خرقۂ خلافت و مشیخت آپکو شیخ علی القاریؒ الواسطی سے حاصل ہوا اونکو شیخ الاعظم ابی الفضل محمد بن کامخ سے اونکو شیخ علی علام بن ترکان سے اونکو

علی البازیاری سے اونکو علی العجمی سے اونکو ابوبکر شبلی سے اونکو سید الطائفہ شیخ ابی القاسم جنید بغدادی سے اونکو سری السقطی سے اونکو معروف الکرخی سے اونکو داؤد الطائی سے اونکو حبیب عجمی سے اونکو ابی سعید حسن بصری سے اونکو مولانا وقدوتنا امام المشارق والمغارب سیدنا الامام علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے۔ اور آپکو سلطان المرسلین حبیب رب العالمین خاتم النبیین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ ظاہری وباطنی حاصل ہوا۔

تحفۃ الاولیاء وشفاء الاسقام وبراہین وتریاق المحبین اور عجائب واسطہ وغیرہم مین تحریر ہی کہ آپ جب مکہ معظمہ سے تشریف لاکے بمقام ام عبیدہ (جوکہ قریب بصرہ کے ہی) سکونت اختیار کی اور زہد وریاضت آپکی جوکہ بدرجہ اتم تھی مشہور دیار وامصار ہوئی۔ یہہ خبر ہدایت اثر سنکے اکثر مشایخین کرام وعلمای عظام نے اس نعمت عظمی اکو غنیمت جانکر بخلوص نیت بیعت کرکے آپ سے فائدۂ ظاہری وباطنی حاصل کیا۔ لکھتے ہین کہ تعداد خلفاء ومنسلکین سلسلۂ رفاعیہ آپ کے حین حیات مین قریب ایک لاکھ اسی ہزار تک پہنچی تھی اونمین سے اکثر مشاہیر کے نام نامی واسمای گرامی کتب مذکورۂ بالا مین مرقوم ہین۔

مذہب آپ کا شافعیؒ اور فقیہ کامل تھے۔ تصنیفات وتالیفات آپ کے بہت ہین مثلاً معانی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وتفسیر سورۃ القدر۔ علم تفسیر مین معتبر کتاب ہی۔ والروایۃ۔ حدیث مین۔ اور طریق الی اللہ۔ وحالۃ اہل الحقیقۃ مع اللہ۔ اور بہجۃ۔ یہہ تین کتابین علم تصوف مین نہایت عمدہ ہین۔ اور شرح التنبیہ فقہ شافعیؒ۔ اور حکم۔ اور احزاب۔ وبرہان المؤید۔ اسیطرح چہ سو باسٹھ کتابین آپ کی تصنیفات وتالیفات سے ہین۔

طریقۂ عالیہ رفاعیہ آپ ہی سے جاری ہی۔ آپنے مریدین ومتعلقین کے لئے ذکر اذکار کا ایک طریقہ مقرر کیا ہے۔ (جسکو اب رفاعیہ کہتے ہین) اصل صورت

اوسکی اسطرح ہے جیساکہ امام المورخین شیخ المدینہ الشیخ محمد اسعد المطری اپنی کتاب انوار احمدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا قطب الاقطاب الغوث سلطان العارفین السید الاحمد الکبیر الرفاعی الحسینی قدس سرہ و روحہ ایک روز آپ اپنے اصحاب و مریدین کو محبت و معرفت آلہی کی ہدایت وارشاد فرما رہے تھے اور بعض خلفا کو امر کرتے تھے کہ ہر شب جمعہ و شب دوشنبہ کو بعد نماز عشا کے آدھی رات تک مشغول رہے ذکرِ جہر و نفی و اثبات جلی و خفی میں اور متوجہ رہتے قلب حضور پر نما جانب اور جبتک کہ اوس حلقۂ ذکر میں ہے تو مستغرق رہے ذکر الہی میں بہ شوق و تواجد کے ساتھ اور فرماتے تھے کہ اگر تو چاہے تو ہر شب کو تنہا پڑھا کر تاکہ باطن تیرا منور ہو وے - اور مورخ موصوف نے لکھا ہے کہ نیز اوس حلقہ ذکر میں دف کے ہمراہ قصاید و اشعار پڑھتے ہیں لیکن ذکر کا آواز دف کے آواز سے بلند رہتا ہے اور استماع ذکر کے باعث حالت شوق و تواجد میں آلات آہنی (مثلاً گرز شمشیر و سیخ وغیرہ) سے خود کے بدن پر ضرب کرتے ہیں جو بعنایات ایزدی اور آپکی برکت و فیض کے سبب کچھ مضرت نہیں ہوتی - شیر و گرگ و سانپ بچھو کو پکڑنا اور آگ میں داخل ہونا اور پانی پر چلنا آپ کے توابعین میں جاری ہے - کذا فی انوار احمدی للمطری ۱۲

یہہ مجالس راتب مخصوص ہے خاندان رفاعیہؒ کی ـــــ جسطرح سماع محدود ہے طریقۂ چشتیہ پر اسی طرح ہر ایک سلسلہ کے پیشوای طریق نے اپنے توابعین کے واسطے ایک طریقۂ ذکر کا مقرر کیا ہے جسکی تعمیل بدونِ اجازتِ صاحبِ طریق کے نازیبا و لاحاصل ہے - اگر بدون اجازت صاحب طریق کے ہٹ دھرمی سے وہ طریق چلاویں تو وہ فیض کہاں سے حاصل ہوگا جو کہ صاحب اجازت و نعمت کو ہے - چنانچہ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے - رباعی

ہیچکس از خود بخود چیزی نشد	ہیچ آہن ہم بخود تیغی نشد
مولوی از خود نشد مولای روم	تا غلام شمس تبریزی نشد

ایضاً

علم باطن ہمچو زبد و علم ظاہر ہمچو شیر	کی شود بی شیر زبد و کی شود بی پیر پیر

مَن خدم خُدِم ۔ کیفیت بیعت و اجازت کی کتب مشائخین مثلاً قول الجمیل وغیرہ مین خلاصہ وار تحریر ہے اس مختصر رسالہ مین گنجایش نہین ۔
کتب تواریخ و انساب سے منکشف ہے ۔ کہ آپ کثیر التزوج و کثیر الاولاد تھے ۔ آپ کے بارہ فرزند و دو صاحبزادیان تھین جنمین چار فرزندون سے نسب آپکا جاری اور اقالیم مختلفہ مین منتشر ہے اور آٹھہ فرزند لاولد رہے چنانچہ فرزند اکبر سید صالح رفاعی اپنے والد بزرگ کے حین حیات مین راہی ملک بقا ہوئے ۔ اور سیدی یحییٰ البخاری کے قبہ مین مدفون ہین اونکے ایک فرزند المسمّی سید محمد شمس الدین خلف ہوئے جنکی نسل واسط و بصرہ و بطائحات وغیرہ مین منتشر ہے ۔ دوسرے سید محمد معدن اسرار اللہ الرفاعی بعد وفات والد ماجد سجادۂ مشیخت و تولیت پر متمکن ہوئے ۔ قبر شریف آپکی سعید مصر مین زیارتگاہ عالم ہے ۔ اولاد آپ کی مصر و شام و بطائحات و مدینہ منورہ و عجم استنبول ۔ و ہند کے شہر بمبئی و سورت وغیرہ مین موجود ہے ۔ تیسرے سید ابراہیم النقیب جنکے فرزند سید احمد صیاد سے نسب آپکا جزیرہ بوشہر بندر ریک وغیرہ مین معروف و مشہور ہے ۔ چوتھے ۔ سید علی سکران تھے جنکے فرزند سید شعبان رفاعی سے نسب آپکا عراق و ماوراء النہر و سند قندھار وغیرہ مین منتشر ہے ماباقی آٹھہ فرزند یعنی سید اسماعیل المجذوب سید یوسف ۔ سید عبد الفتاح ۔ سید ابو المحامد حسن ۔ سید حسین ۔ سید موسیٰ ۔ سید محمود ۔ و سید عبد المحسن نفعنا اللہ بار واحہم لاولد رہے ۔
اور دو صاحبزادیان ۔ اول خدیجہ جنکو زینب بھی کہتے ہین ۔ دوم فاطمہ رضی اللہ عنہما کذا فی التریاق ۱۲ ۔ و سفینۃ الاحمدی ۔ و انساب طالبیہ ۔ و ذرۃ المضیۃ ۔ و روضۃ الانساب ۔ و خلاصۃ الانساب ۔ و بحر الانساب وغیرہم ۔
کرامات و خوارق عادات آنجناب قدس سرہ مشہور و معروف اور بلا تعداد ہین جو کتب سیر و تواریخ وغیرہ مثلاً تاریخ امام یافعی و تاریخ تریاق

سواد العینین للامام رافعیؒ ۔ و انتصاح فی ذکر الصلاح ۔ و تریاق المحبین ۔
و نزہت المجالس وغیرہم کتابوں میں مفصل طور مذکور ہیں۔ یہاں مختصر اقتصاراً
فقط ایک دو کرامات خیر آیات تحریر کئے جاتے ہیں چنانچہ عمر ابی الفرج الفاروقیؒ
سے منقول ہے کہ ایک روز لب دریای واسط ہم اکثر اشخاص حضرت غوث المکرم قطب
المعظم سیدنا احمد الکبیر الرفاعی قدس سرہ کے ہمراہ تھے کہ یکایک آپنے نعرہ کیا اور
فرمایا کہ مجھے یوں الہام ہوتا ہے کہ ای احمد تیرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت کو جاو ہاں تیرے لئے ایک نعمت پر سعادت امانت ہے جو آنحضرت
صلعم سے تجھکو عطا ہوگی۔ لہذا میں زیارت رسول اکرم صلعم کا عازم ہوں
تم سبھوں کا کیا قصد ہے۔ تب سید عبد الرزاق الحسینی کھڑے ہوکر فی البدیہ
یہہ شعر موزوں کرکے عرض کئے ــــــ شعر کل امر فانا الانخالفہ ۔ وحدّ
حدًّا فانا عنده نقف ۔ یعنی جو کچھ کہ ارشاد عالی ہو بسر و چشم ہم حاضر ہیں۔
غرضکہ وہاں سے آپ مع جماعت ام عبیدہ کو تشریف لائے اور اسباب سفر
تیار کرکے عازم حجاز ہوئے۔ مصنف نے لکھا ہے کہ وہ سال ۵۵۵ھ ہجریہ تھا
اور جبکہ آپ نے حج بیت اللہ کا قصد کیا تو ایک انبوہ کثیر عازم حجاز ہوا۔ بعد
فارغ ہونے حج بیت اللہ سے زیارت نبی صلعم کو روانہ ہوئے اور آپ پیادہ و پا
برہنہ چلتے ہوئے روضۂ اقدس تک پہنچے۔ اوسوقت نو ہزار سے زیادہ آدمی (۹۰۰۰)
موجود تھے۔ حضرت رفاعیؒ بعد نماز عصر کے حرم شریف نبوی صلعم میں داخل ہوئے
اور تمام زوار حرم مبارک میں اور اطراف و جوانب جمع تھے حضرت رفاعی قدس
سرہ نے قبر منور کے قریب ہوکر نہایت ادب و انکساری سے تحفۂ سلام پیش کیا
السلام علیک یا جدی و میں از روی انعام و رحمت وعلیک السلام یا ولدی ارشاد
ہوا۔ جو حاضرین نے سنا آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانب سے اسدرجہ
انعام و اکرام ہونے کے باعث غایۃ ذوق و شوق سیدنا احمد الکبیر الرفاعیؒ پر
حالت وجد و رعد غالب ہوئی حتی کہ تاب کھڑے رہنے کی نرہی۔ بعد ایک لحظہ کے

قبر شریف کے قریب ہو کر نہایت عجز و فروتنی سے یہہ رباعی عرض کی ۔ فی حالت البعد روحی کنت ارسلہا ۔ تقبل الارض عنی وھی نائبتی ۔ وھذہ دولۃ الاشباح قد حضرت ۔ فامدد یمینک کی تحظی بہا شفتی ۔ سبحان اللہ کیا نوازش و اکرام رسول خیر الانام حضرت رفاعیؒ کے حال پر ہیں چونکہ یہہ اشعار تمام ہوئے تھے کہ قبر مبارک شق ہوئی اور دست مبارک مثل مہر پرضیا رجلوہ آرای انجمن عالم ہوا فوراً حضرت رفاعی قدس سرہ نے اوس دست مطہر نبوی پر بوسہ دیکے فوائد ظاہری و باطنی حاصل کئے اوسوقت مسجد نبوی میں اگرچہ بہت اصحاب خیر موجود تھے لیکن حسب تحریر مصنف تریاق المحبین مشایخین کرام و اولیا عظام کے نامی و اسمای گرامی یہہ ہیں الشیخ عقیل المنبجی و شیخ حیواۃ ابن قیس الحرانی ۔ اور شیخ عدی بن مسافر ۔ اور سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانیؒ اور شیخ احمد زعفرانی ۔ اور شیخ سید عبد الرزاق الحسینی ۔ اور سوانکے بہت سے اولیاء کاملین و مشایخین صالحین وغیرہم موجود تھے ۔ کذافی تریاق المحبین و شرف المحتم ۔ التنویرہ و نزہتہ المجالس وغیرہا ۱۲

دیگر اصحاب کرامت مآب و ارباب ولایت انتساب سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت سیدنا و مولانا پیران محی الدین شیخ عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم ہمدم کو بخدمت سلطان الاولیا و برہان الاتقیا الغوث سیدنا احمد الکبیر الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ روانہ کیا اور زبانی اوسکے یہہ کہلایا کہ ما العشق ۔ یعنی عشق کیا چیز ہے ۔ جبکہ خادم مذکور نے حضرت سید احمد الکبیر الرفاعیؒ کے حضور اقدس میں لفظ ما العشق کو بیان کیا آپنے یہہ لفظ سنکر ایک آہ جگر دوز سینہ پرسوز سے نکالی اور فرمایا کہ العشق نار یحرق ما سوی اللہ تعالیٰ ۔ چنانچہ اوس آہ جانکاہ کی تاثیر سے اول تو ایک درخت جسکے سایہ میں آپ تشریف رکھتے تھے آگ لگ گئی اور من بعد خود سید احمد الکبیر الرفاعی بھی جلنے لگے یہانتک کہ تمام بدن آپکا جلکر خاک ہو گیا اور بعد وہ خاکستر پانی بنکر بمقام نشست برف مانند جم گیا ۔ اوس خادم نے یہہ حال پر ملال دیکھکر لرزان و ترسان بخدمت حضرت سیدنا عبد القادر الجیلانی حاضر ہو کر تمام کیفیت بادیدہ اشکبار عرض کی حضرت موصوف نے فرمایا

کہ تم اوسی مقام پر واپس جاؤ اور جس جگہہ پر کہ جسم مبارک حضرت سید احمد الکبیر رفاعیؒ کا گرمی محبت الہی سے جلکر اول خاکستر اور پھر فیوضات ربانی سے پانی ہو گیا ہی اوس مقام کو عطر و گلاب وغیرہ عطریات سے معطر کر دو اور اوس پانی کے گرد اگر عود بخور جلاؤ کہ جسم مبارک آپکا پھر بعالم عنصری رجوع کریگا چنانچہ اس خادم نے حسب ارشاد تعمیل کی ایک ساعت نہ گذری تھی کہ حضرت سید احمد الکبیر الرفاعیؒ نے مقام فنا فی الفنا و موتوا قبل ان تموتوا سے پھر رجوع کیا۔ اور وہ پانی قدرت الہی سے صورت جسم بنگیا۔ اور سید احمد الکبیر الرفاعیؒ قدس سرہ کلمہ پڑھتے ہوئے اوٹھ بیٹھے

شعر قادرا قدرت تو داری ہر چہ خواہی آن کنی ۔ مردہ را جانی بہ بخشی زندہ را بیجان کنی ۔ جبکہ یہہ خبر فرحت اثر حضرت سیدنا عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی ۔ تو فرمایا کہ اولیا راس مقام فنا در فنا میں پہنچ جاتا ہی تو پھر رجوع کرنا اوسکا عالم عنصری میں ممکن نہیں سوای دو کس اولیا کے کوئی شخص اسطرح پھر بعالم عنصری رجوع نہیں کیا۔ ایک یہہ سید احمد الکبیر الرفاعیؒ۔ اور دوسرے ایک ولی کہ ایام سلف میں اونپر بھی یہی حالت وقوع میں آئی تھی **شعر** ۔ شنہ سوارانی کہ دیدند حسن یار ۔ پا فتند در یای عشق بے کنار ۔ جملہ گشتند غرق بحر حسن دوست ۔ نی خبر از بحر وارند نی کنار ۔ کذا فی گلدستہ کرامات وغیرہ

ولادت باسعادت آپکی بروز پنجشنبہ یکم رجب المرجب ۵۱۲ھ ہجریہ میں واقع ہوئی۔ عمر شریف آپکی چھہ سٹھ برس کی تھی۔ وفات بروز پنجشنبہ وقت عصر بقول الشریف بائیسوین جمادی الاول ۵۷۸ھ ہجریہ بمقام ام عبیدہ واقع ہوئی ۔ اور قبر اطہر اوس مقام پر روضۂ مبارک میں زیارتگاہ عالم ہی ۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا اللہ بہ فی الدنیا والآخرۃ وجمیع عباد اللہ الصلحین آمین ۔ وما توفیقی الا باللہ حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر ؕ

کتبہ خادم الطلاب والمشایخین السید نور الدین سیف اللہ بن صاحب السجادہ السید حسام الدین الحسینی الموسوی الرفاعی عفا اللہ عنہما وعن سائر المسلمین آمین یا رب العلمین

قد صح الجواب كتبه خادم الشرع شريف
قاضی شریف عبد اللطیف نوبندے قاضی شہر جزیرہ
معمورۂ بمبئی متعلقہ سرتنا گیری

وکان کاتبہ خاتمہ

ما فيه المسطور فهو صحيح

ما اجاب المجيب فهو فيه
مصيب كتبه خادم
الشرع القاضی
شیخ محمد
مرہی
عفی عنه

ما ظهر في هذا الفتوىٰ من الروايات الشرعية
والمسائل الفقهية فهو صحيح كتبه السيد علوی
بن محمد بن احمد العيدروس عفی عنهم ۱۲

وقد اصاب فيما اجاب والله اعلم بالصواب كتبه
خادم الطلبة القاضی اسمعیل المهری عفا الله
تعالىٰ عنه وعن والديه
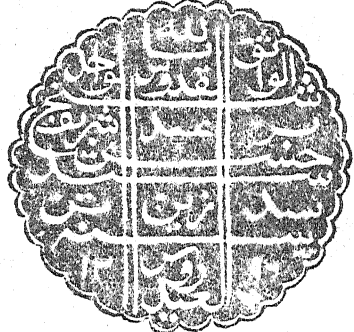
ما حرره في هذه الرسالة فهو صحيح خادم العلماء
محمد كاظم عفی عنه

ما حرر في هذه الرسالة فهو صحيح كتبه خادم
الطلاب ضياء الله بن مولوی محمد احسن
عفا الله عنهما وجميع المسلمين
امين ۱۲

الامر کما کتب کتبہ اضعف السالکین
السید ابو النصر حسام الدین الحسینی
الموسوی الرفاعی عفی عنہ آمین ۱۲

الامر کما ذکر کتبہ العبد المسکین
السید عماد الدین الرفاعی
عفی عنہ ۱۲

الجواب صحیح کتبہ سید جہانگیر بن سید میر غازی صاحب القادری
عفی عنہما ۱۲

حامدًا ومصلّیًا ومسلّمًا

فی الواقع یہ قیل وقال صحیح ہے کہ ضرب دفوف شرعًا مباح ہے اور اشعار و قصاید حسنہ پڑھنا بھی درست ہے۔ اور وقت وجد صحیح کے بلا اختیار تحرک و تمایل میں بر قول معتمد کچھ کلام نہیں اور ضرب شمشیر و خنجر وغیرہا بمصلحت دینی بلا تصنع و شعبدہ بازی و عدم ضرر و اضرار جائز ہے۔ اور توسل و استمداد بلفظ یا یا بغیر یا بمذہب منصور جمہور جائز ہے۔ اور علم و نشان زمانہ نبوی میں تھے۔ اور جہاد و غزا کے وقت بھی رہتے تھے۔ اور بعض روایات میں آیا کہ حضرت مدینہ شریف میں مع نشان داخل ہوئے کما ذکرہ المجیب۔ اور کلمہ طیبہ وغیرہ کا نشانوں پر لکھنا بشرط حفظ حرمت درست ہے۔ اور کلمات ہیجا بہ نسبت اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کا تہم باعث وبال و نکال دنیا و آخرت ہیں

حررہ العبد المفتقر الی مولاہ عبید اللہ جعل اللہ آخرتہ خیرًا من اولاہ

تحریر مجیب لبیب بلا شک صحیح و درست هی
اور تقریر جلیب سبب هدایت منکر کے لئے صحیح و
چست هی حررہ احقر عباد اللہ المنان محمد خلیل
الرحمن عفا اللہ عنہ و عن والدیہ و عن جمیع المسلمین
بالفضل والاحسان ۱۲

تحریر مجیب بلا ریب صحیح ہی اور طریقہ رفاعیہ بموجب
ارشاد سیدنا الشیخ سید عبد القادر جیلانی قدس
اللہ سرہ العزیز طریقۂ حقہ سے ہی جیسا کہ آن محبوب
سبحانی نے اپنے قصیدے میں ارشاد فرمایا ہی —
کذا ابن الرفاعی کان منی :: فیسلک فی
طریقی واشتغالی :: اور دفعہ بجا نا رفاعیہ کا
بموجب طریق اپنے کے انکو جایز ہی جیسا کہ حدیقہ
الندیہ شرح طریقۂ محمدیہ وغیرہ میں ہی حررہ
المحمود حرسہ اللہ الودود ۱۲

ما قالہ مولانا فصحیح و معتمد کتبہ خادم
الشرع القاضی اسمعیل الجلمانی الشافعی
عفا اللہ تعالی عنہ و عن جمیع المومنین
آمین یا رب العالمین ۱۲

ما اجاب بہ المجیب فہو فیہ مصیب کتبہ
احقر عباد اللہ العظیم محمد عبد الکریم ۱۳۱۶
کرلاپوری عفا اللہ عنہ الباری ۱۲

جو کچھہ مجیب نے لکہا ہی بلا ریب صحیح ہی
شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ نے مدارج النبوۃ کے جلد
اول باب دہم میں حکم سماع و دف بجانے وغیرہ میں اقوال طرفین
کے بسط کے ساتھہ لکہا ہی اور اباحت میں بہت دلایل
لائے ہیں جسکا جی چاہے دیکھہ لیوے — اور نیز بالطریق
توسل و استمداد انبیا و اولیا و اللہ سے جایز ہی
چنانچہ فصل الخطاب میں مشرح مرقوم ہی — کتبہ عبد المذنب
الذی ہو فی بحر المعاصی غریق الفقیر الحقیر محمد صدیق
عفا اللہ عنہ فی الآخرۃ من النار السعیر

شکریہ

للہ الحمد والمنہ کہ علمای باتمکین وقاضیان شرع مبین ومشایخان اہل ارشاد وتلقین نے اس رسالۂ صداقت مقالہ کو بعین عنایت ملاحظہ ومطالعہ فرماکر دستخط ومواہیر سے مرتب ومزین فرمایا۔ علی الخصوص حضرت عموی صاحب قبلہ وکعبہ مولانا مولوی حاجی سید عماد الدین صاحب الرفاعی اور حضرت مولانا واستاذنا مولوی حاجی عبید اللہ صاحب مدظلہما نے نہایت تحقیقات سے بنظر صحت واصلاح ملاحظہ فرماکے بندے کو ممنون ومشکور گردانا۔

احقر مؤلف ان سب حضرات بابرکات کا تہ دل سے شکر گذار ہے۔

خداوند عالم ان صاحبان ذیشان کو سلامت باکرامت رکھے اور جزائے خیر عنایت فرماوے۔

قطعات تاریخ انطباع رسالۂ
تحفۂ رفاعیہ

مادہ ہای تواریخ عطیہ زبدۃ العلماء والمشایخین عمدۃ الفضلاء والسالکین حضرت سیادت پناہ نجابت دستگاہ مولانا مولوی حاجی سید عماد الدین صاحب الحسینی الموسوی الرفاعی مدظلہ العالی

خلاصۂ تنقیح المسائل	مہاشفات الخاطر ازائل	تحقیقات النور	لمحال الضرور
۱۳۰٦	۱۳۰٦	۱۳۰٦	۱۳۰٦

ایضاً قطعۂ تاریخ

الف الولد ہذہ النسخہ
باسمہا عامہا عماد قال

رب یجزی و یشکر سعیہ
از ترتیب تحفۃ الرفاعیہ

از طبع وقاد و ذہن نقاد عمدۃ العلماء زبان حضرت مولانا مولوی حاجی خلیل الرحمان صاحب سلمہ المنان

کرد تحفہ رفاعیہ تالیف	سید باحشم خجستہ خصال	اسم سامیش دان تو نورالدین	صاحب علم و فضل و خلق کمال
بہر تاریخ طبع آن تحفہ	فکر ناقص نمود چونکہ خیال	ناگہم ہاتف سرود ہ شمیم	در سماعم رساند این فی الحال
		سر کاذب شکستہ خوان تو خلیل ہو یہہ موجب ہدایت ضال ۱۳۰۶	

تقریظ افسر شعراء شیرین سخن فخر سخنوران گجرات دکن معروف و مشہور جناب محمد منظور صاحب منظور

ای امارت و سیادت تضمین ۔ وای صاحب علم و حلم فصاحت و بلاغت تمکین ۔ عالیجاہ رفیع بارگاہ والامناقب مولانا سید نورالدین صاحب سجادہ ۔ اعنی مسند آرای رفاعیہ ۔ جزاکم اللہ خیر ۔ وحرسکم اللہ من کل ضیر ۔ حبذا مرحبا صد مرحبا ۔ آفرین بل ہزار آفرین ۔ کہ آپنے خصوص اس زمانہ مین کہ اکثرونکے عقیدے بودے ہوگئے ہین ۔ ایسے خواب غفلت مین سوگئے ہین ۔ کہ بزرگان دین ۔ و اولیا سالکین بلکہ قطب الاقطاب ۔ اور ائمیہ عالیجناب ۔ اور اہل بیت اطہار ۔ و اصحاب کبار ۔ تک کی بزرگی یا خرق عادات کا کچھ ذکر آتا ہے ۔ تو اوسکو ایک ف نہ جانتے ہین ۔ کسی کی نہین مانتے ہین ۔ یہہ رسالہ ایسا لکہا کہ باید و شاید ۔ مین نے اس عجالہ کو اول سے آخر تک دیکہا اسمین بارہ سوال مع جواب باصواب بحوالہ کتب فائقہ تحریر ہین ۔ اور اخیر مین ایک فائدہ تحریر ہے جسمین اختصار و خوبی کے ساتھہ سیدنا احمد الکبیر الرفاعی کے حالات و کرامات مسطور ہین ۔ یہہ رسالا ایسے دلایل ساطعہ و براہین قاطعہ سے پر ہی کہ مخالفون کو چون و چرا کرنیکا مجال نہین ۔ کسی کو یارای قیل و قال نہین ہم سوا اسکے اور کچھہ نہین لکھتے ہین کہ اسکی جزای خیر بطفیل آپ کے جد امجد کے جناب باری عطا فرماوے ذیل مین قطعات تواریخ درج ہین ازراہ لطف اسپر بھی نظر ہو جاوے ۔ زیادہ ۔ آفتاب ہدایت و کرامت تابان و درخشان باد برب العباد ۔

منکرون کے لئے سوارونکا	قطعۂ تاریخ	ہے یہ بینشک رسالہ غازی

کالی رحمت کی ہیں صفیں سطریں | ہے یہ زنگی بجالۂ غازی | داغ دشمن میں ہے جواب سرسبز | گل و ریحان و لالۂ غازی
گرچہ جنگی نہیں ہے قلمی ہے | تیز تر ہے یہ مقالۂ غازی | مشکل ان پہ رفاعی کٹ گئے دیکھ | جوہر خوش مقالۂ غازی
ہیں الف تیر اور مد شمشیر | کاٹ پر ہے عبالۂ غازی | کلک سے جناب نور الدین | ہے فنچہ دو نالۂ غازی
ہے جا سیر وطن سو یہ تاریخ | کی خوشی سے حوالۂ غازی | سر جامہ کو کر قلم منظور | سال لکھیے (رسالۂ غازی)

۱۳۰۶

ایضاً

کہہ سال جو نور دین نے لکھا | ہو جس پہ پروانہ اور وہ شمع جمال | اب کرامت سے منکرو نکال دالا | دیکھکر اسکو ہوگا بد تر حال
| جی خدا گر کے کر رقم منظور | جلوۂ (تحفۃ الرفاعی) سال |

۱۳۰۶

ایضاً

دلا سجادہ آرائی رفاعی
دراحوالِ جنابِ قطبِ اکرم
کرامت ثابت است از نص قطعی

کہ سید احمد آن از واصلین است
چو ذکر اولیاء واصلین است

براہینِ کراماتش چو انجم
سروش غیب سالش گفت منظور

رفیع القدر سید نور دین است
درخشان و عیان بر صالحین است
زہی باغ و بہار زاہدین است

۱۳۰۶

چکیدۂ کلک وصافِ قلم و نتیجۂ طبع بلاغت شیم سخنور یکتا جناب سید فقیر محمد صاحب البخاری تخلص فدا

زہے زمانہ رنگین زہے بہار طرب
زہے تبختر و ناز سمن بیاد چمن
دلِ عنادلِ عالم ہے نغمہ سنجی میں
غلام گوہر صدفی ہے آبرو ہمہ تن
دفِ طریقتِ حق کی وہ آج نوبت ہے
سرود وجد ہے جسکا خیال شیخ و حسن
یہہ وہ طریق ہے جسپر نثار عالم ہے
کہ جسکے نور سے روشن ہے خطۂ دکن
اثر ہے تیغ کا جسکے اونکے نام لیوا پر
کہ اوسمیں حالِ بیان اونکا بشرح و بسطِ سخن

زہے تفرجِ گلگشت نکہت گلشن
عجب نہیں ہے کہ ہوا ای شاخ جھومتا تیرا
نکھار پر ہے گل علم حق کا وہ جوبن
جو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا حقیقت آئی ہے
بجا ہے گونج اوٹھے قلب پیر چرخ کہن
پلا رہا ہے مئے شوق چرخ مینا کار
یہہ سلسلہ وہ ہے جسپر فدا ہیں مرد و زن
عرب میں روم عجم میں بیان ہند میں وصف
ہر ایک ضرب میں رہتا ہے زخم سے ایمن
کیا وہ کام ہیر ایک لطف فرما نے

زہے شباب عروس گل زہے بلبل
یہہ جنبشیں ہیں دم ذکر ایزد ذو المن
رواں ہے باغ شریعت میں نہر علم سلوک
ہوائیں معرفت حق کی چلتی ہیں سن سن
زمانہ وجد میں ہے کہہ کے المدد یا پیر
ہر ایک مرید رفاعی کو ہے جسکا ساقی فن
جناب سید احمد کبیر کے قربان
نشان اونہیں کا علم جسکی ہے تا بہ وطن
کتاب اور کوئی اونکے تذکرے میں تھی
رقم ہے جسمیں بالبیان حال شاہ زمن

کتاب ہی کہ نسیم بہار جنت ہے
کرے ثنا یہہ کہاں نطق غنچۂ سوسن
ظلال نور طریقت ہزار ہیں جسمیں
ضیاء مہر سپہر طریقہ روشن
لبوں کو ذکر الٰہی میں جنبشیں ہر دم
اونھیں کی جوہر فکرت کا ہی یہہ اک مخزن

کیا ہے صورت گل جسنے ایک جہاں کو دہن
کلام میں اثر وجد خیز پیدا ہے
یہہ کہہ رہا ہے عیاں حرف حرف کا دامن
ملک صفات خوش اوقات ذاکر و شاغل
زباں پہ نام خدا اور ربانی کا سخن
خیال طبع ہوا اونکا جب پس ترتیب

نگاہ دیدۂ نرگس ہے محو نظارہ
کہ خوب شاخ مضامین میں پھوٹتی ہے تن
مؤلف اسکے ہیں سید رفاعی نور الدین
سلیم و پیر و معشوق ایزد ذو المنن
اونھیں کی طبع مصفا کا ہی یہہ آئینہ
کہ فیض سے نہ رہے بے نصیب خلق زمن

نوای فدا یہہ لکھا میں نے مصرع تاریخ
زہے مسایل شرعی زہے کتاب حسن

ایضاً

ہزار شکر کہ تحریر شد ز نور الدین
نوشت کلک فدا یہہ سال این مصرع
ہمین مسایل و اذکار پاک بالتحقیق
بلند طبع کتاب رفاعی اہل طریق

ایضاً عیسوی

للہ الحمد وہ تالیف ہوا ہی نسخہ
آبرو یاب اونہیں سے یہہ دُر یکتا ہے
مسئلے بھی ہیں اور احوال رفاعی بھی ہے
نیک آغاز کا انجام و مآل اچھا ہے

جسکے اوصاف کا مخلوق میں اک چرچا ہے
دیکھکر اسکو یہی کہتے ہیں مستان ازل
نسخۂ پاک تو ہے ایک مگر کیا کیا ہے
فکر تاریخ مسیحی مرے دل میں آئی

جوش زن بحر یہہ ہے حضرت نور الدین کے
بادۂ عشق رفاعی کا یہہ خمخانہ ہے
شوق اسکا ہی بڑھاتا ہے عشق خالق
جب سنا میں نے فدا نسخہ تو چھپتا ہے

بلبل طبع نے بولا یہہ چہک کر ناگاہ
گلشن تذکرۂ نیک ازلی زیبا ہے

رقمزدۂ کلک گہر سلک رفیق و شفیق جناب حاجی محمد صدیق صاحب تخلص اخلاص

زہی مطبوع شد این تحفۂ خوب / بطرز نیک و آئین طریقت
خصوصاً گنج اسرار رفاعی / برنگ عارفانہ یافت شہرت
حقیقت کیش و عرفان کوش و مرشد / ضیاء آفتاب برج طبیعت
بعالم اسم نور الدین رفاعی / کزو شد جلوہ گر این ماہ رفعت
زکاف و نون رمز کن ہویدا / بہر عینش نمود عین رویت

درآمد بحر عرفان جوش در جوش / شدہ گوہر فشان ابر حقیقت
ز سجادہ نشینی پاک بنیاد / فقیہ و عالم و فرخندہ سیرت
نسیم گلشن احکام و ارشاد / بہار صحن بستان طریقت
الف مفتاح قفل باب عرفان / نہان در گنج نقش مضمون و حکمت
گمان این است بر سطر سلاسل / کہ بر صفحہ روان شد نہر رحمت

ایضاً

پی تاریخ گفت اخلاص مصرع
ہویدا جلوۂ نور شریعت
۱۳۰۶

جناب نور دیں سے جلوہ گر ہے | ضیا انگیز انوار طریقت
رسالہ وہ کیا ہے تصنیف | عیاں ہیں جس سے اسرار طریقت
او نہاں تھے ہیں وہی کیفیت اس سے | جو ہیں عالم میں خمار طریقت
قلم نے جب تاریخ اسکی اخلاص | لکھا سبز گلزار طریقت
۱۳۰۶

چکیدۂ خامۂ ندرت شمامہ محب صمیم جناب منشی عبد الکریم صاحب ندرت تخلص ہیئتکار انجمن احباب

حضرت من جناب نور الدین | واقف سر و سر سبحان است
کرد تصنیف نسخۂ نادر | سالکان را بسی دل و جان است
ای مدرس برای سال طبع | گفت ہاتف چراغ ایمان است
۱۳۰۶

نتیجۂ فکر رسا جناب عبد الرحمان صاحب سمین تخلص نوکاشت گرد فدا

تبی کتاب رفیع جناب نور الدین | کہ روشن است از ان حال صوفیان جمیل
بیان حضرت احمد کبیر خضر طریق | رقم شدہ است پی اطلاع با تکمیل
جزای خیر دہد حق بصاحب تالیف | کہ جمع کرد مضامین بیمثال و عدیل
بفضل حضرت باری چو وقت طبع رسید | خرد نوشت بسالش کتاب خیر جلیل
۱۳۰۶

ریختۂ قلم جواہر رقم جناب شیخ احمد صاحب ہاشمی تخلص احمد تلگت ماسٹر سپل اسٹیشن شیخوپور و کمپنی تلمیذ فدا

ولا نور دین سید خوش خصال | علویہ نسبہ پیر رفاعی شریف
طریقت خصال و شریعت لباس | حقیقت شناس و بطبع لطیف
کتابی رقم کرد با طرز شرع | مسایل محقق مضامین لطیف
دریں شیخ احمد بتاریخ او | نوشتم چہ اقوال شرح شریف
۱۳۰۶

از نتائج افکار متین جناب ماسٹر عبد الرحیم احمد صاحب تخلص آیین تلمیذ فدا

حبذا از جناب نور الدین | شد مرتب کتاب نور نژاد
دم تاریخ طبع گفت آیین | مہر تابان صاحب ارشاد
۱۳۰۶

طبعزاد عالی نہاد شاعر شیرین بیان جناب سید حسن ابن حضرت سید عبد الرحمان صاحب سجادہ نشین عیدروس متوطن راجپوری

این کتاب شریف نادر خوب | کرد تحریر نور دین حضرت
نام او تحفۂ رفاعیہ | از دلائل پر است با صحت
فکر تاریخ چون نمود حسن | شعر زیرین نوشت از بہجت
سال ملفوظی است تعمیہ آن | بشنو ای ناظرین با رفعت

	کز ره صد داز سر ادب گو سال	باد با چین نکهت جنت ٦ ... ١٣	

طبعزاد سخنور خوش سیر جناب سید عمر صاحب القادری متوطن سیوره بن جهان

شکر یزدان بعون قادر	کرد تالیف جناب ماهر	حضرت مولوی سجاده نشین	سید آل نبی نور الدین
خاندان است رفاعی مشهور	صاحب علم و فضیلت موفور	چند تحفه بحسن و خوبی	از روایات و احادیث نبی
اندرین است مضامین رقم	گرز و شمشیر و دف و نشر علم	بهر هر سنگر آئین صواب	هست زندان تشکیک بخوبی جوابا
شاد گشتند همه اهل دین	و معاند شده اخلاص آئین	چون باتمام رسید این نسخه	فکر کردم پی سالش آنگه
	دل ندا کرد بسید نیکو	هاتفی ذکر رفاعیه بگو ٦ ... ١٣	صدا

قصیده در مدح قطب الآفاق و شمس العراق حضرت سیدنا احمد الکبیر الرفاعی قدس سره مع تاریخ ولادت و وفات و شمار عمر آنذات بابرکات - و نیز تاریخ طبع رسالهٔ هذا از طبعزاد سلالهٔ خاندان مصطفوی نقاوهٔ دودمان مرتضوی حضرت مولانا سید زین العابدین صاحب الحسینی الموسوی الرفاعی - مدظله العالی المتخلص به عابد برادر مؤلف

افسر اولیا و صدر نشین	شاه عالی تبار و با تمکین	سرور سالکان صدق و صفا	رهبر و رهنمای راه یقین
بر سپهر کرامت و رفعت	جلوه افروز همچو ماه مبین	کیست آن ماهتاب جاه و جلال	کیست آن آفتاب علیین
یعنی آن فخر اتقیای زمان	یعنی آن پیشوائی عهد متین	سید احمد کبیر بو العباس	با رفاعی ملقب است بیقین
ذات پاک تو مثل بدر کمال	اولیائی زمانه چون پروین	هست حصن کرامت عالی	رشک ده با حصار چرخ برین
اشتیاق زیارتت دارند	هم ملک بر فلک بشر بزمین	از عرب تا عجم شدی مشهور	گرچه کردی عراق جای گزین
چونکه زائر شدی بروضهٔ پاک	با جماعت کثیر زوار این	بهر تو آمده جواب سلام	از حبیب خدا رسول امین
دست اعجاز سرور عالم	شد هویدا ز قبر نور آگین	بوسه بر دست جد خود دادی	این مراتب رسید با تمکین
هیچکس از ولی و قطب زمان	بیعت ظاهری نیافت چنین	فیض آن بوسه دائماً باقی	هست در کمترین خدام این
آتش از نام پاک سرد شود	شیر گردد چو گربهٔ مسکین	زهر تا تن بذوق و شوق تمام	چون شکر میخورند معتقدین
ضرب شمشیر و گرز بر اندام	نه مضرت دهد با خمسه یقین	مار گردد چو ریسمان بی کین	نرساند گزند نیش لعین

ذکر وصف ثنای شه والا — برتر آید ز فکر و وهم متین
لفظ (بشری) ولادت مسعود — کن ز (ایده) شمار عمر متین
فیض عام است بکائنات رسد — تا قیام قیام یوم الدین
ختم کن وصف حضرت موصوف — این بشارت رسان بمعتقدین
آنکه تالیف گشته با خوبی — از برادر عزیز نور الدین
آفرین مشرب رفاعی را — کرد اثبات از مسائل دین
بهر طبعش چو فکر کردم سال — مژده‌ها دل بمن رسید چنین

هست سال تولد و رحلت — نیز تعداد سال عمر چنین
(بشری یالله) سن وصال آمد — نقل بنمود چون بخلد برین
هست عابد ز داد سید برگ — بهر چه دل شکسته و حزین
کاندرین روزها ز فضل خدا — طبع شد تحفه بعد تزئین
شد ز انوار او نوآگین شمس — بر ضیا بزمگاه احمد دین
هر که دیدش بروی صدق گفت — مرحبا مرحبا و صد تحسین
اینکه پر نور شد جهان عابد — گشت روشن بگو چراغ مبین
۱۳۰۶

ایضاً قطعه تاریخ

شد چو مطبوع تحفهٔ نادر — بهر صغیر و کبیر شایق شد
بهر تردید قول معترضان — از شریعت دلیل واثق شد
بهر ضعفای جهل این نسخه — رحمت از حکیم حاذق شد
سال طبعش چو فکر کرد عابد — گفت هاتف ظهور حادق شد
۱۳۰۶

از طبع زاد جناب سیادت و شرافت پناه حضرت سید غلام محمد صاحب ابن السید عماد الدین صاحب الرفاعی

تخلص رفعت

بحمد الله رقم چون گشت تحفه — بشرح و بسط نور الدین نوشته
رفاعی مشرب از صفحات پیدا — شد اظهار کمالات حسینی
بسال طبع هاتف گفت رفعت — بگو آثار سادات حسینی
۱۳۰۶

(وذكر شيخنا علم الامة امام الدين عبد الكريم الرافعي قدس سره) في مختصره سواد العينين ما نصه اخبرني الشيخ الجليل الامام العدل ابو البركات محمد الهاشمي العباسي ان الشيخ الجليل القدر ابا المظفر منصور بن المبارك الواسطي قدس سره جاء عام وفاة السيد احمد الكبير الى ام عبيدة ووقف على قبر القطب المشار اليه وانشد بملأ عظيم من الناس

سرت ناقتي ليلا فسبحان من اسرى — الى الساحة الفيحاء والحضرة الكبرى
وحطت حمول السير منقلة على — اريكة باب دونها حجبة الخضرى
الحت بها والفجر سل على الدجى — لنا الا فيالله ذا الفجر ما اجرى
عجبت لضوء الفجر كيف تقشعت — به متقلات الغيم عن منكب الغبرا

كان محيا الصبح والشمس حوله … جبين الوفا مي ابن فاطمة الزهرا
امام به تجلى الخطوب وينطوى … بساط ذنوب طالما اوهن الظهرا
عليك بقوم القوم من ال هاشم … تذل لك الدنيا وتحلو لك الاخرى
من الزهر ميمون النقيبة سيد … تلوح على بيضاء غرته البشرى
ترى شوس اهل الله تحت لوائه … لهم جنده بر وعماله بحرا
لقد امهم في مسجد القرب مرشدا … كما ام طه الانبياء ليلة الاسرى
تذكرنا بالمعجزات فعاله … وان اخا الايمان تنفعه الذكرى
عظيم قريش شيخ منبرها الذي … مناقبه تتلى واياته تقرا
اذا ازرقة زرت الحسين وصنوه … وشاهدت عنوانا عن المرتضى جهرا
من القارعين الخصم والنسر ماطر … من الحافظين الجار والدار لا تدرى
من الجعفريين الجحاجحة الاولى … ابو الهمة السودا والهمة الغرا
توسل به لله واضرع بجاهه … الى الله في الضرا وشراك في السرا
هو الغوث والغيث المريع ومنتقى … خزانة طه اليوم والقبة الخضرا
هو الحجة الكبرى على كل قائم … اجل غيره في القوم حجته صغرا
لئن ساوفي عامى بريه وفاته … فما ضرانى زرت عن عينه القبرا
به اتقى سهم الزمان وارتقى … معارج خير لا احيط بها خبرا
عليه سلام الله ما انفلق الدجا … نصيح وشم الناس من ذكره عطرا

فظهر صوت من قبر السيد احمد احاط بالقبة المباركة يقول وعليك السلام

انتهى ۱۲ كذا في ترياق المحبين

قطعه تاريخ من طبع عبد الغنى بن شيخ محمد خطيب الكاتب بهذا الكتاب (باصواب)

فضل حق سے ہی مرتب اور طبع وابتدیر … ایک ساعت میں مکمل یہہ کتاب بیرضیا
از روی اذکار جہری تو بھی کہدے ای غنی … بالثبوت اینست وقف (مظہر الحق ہے بجا)
۱۳